بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ

سگ درگاہ جیلانی شو چو خواہی قرب ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

کرامات
غوث اعظم رضی اللہ عنہ

مؤلفہ

فقیر درگاہ قادریہ **محمد سراج احمد** السعیدی القادری عفرلہ

جنرل سیکرٹری جامعہ اسلامیہ سعیدیہ عزیز العلوم، اوچشریف



ناشر: جامعہ سعیدیہ عزیز العلوم رجسٹرڈ اوچشریف
بہاولپور

فہرست کتاب

اسم گرامی ۔ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ۔

ولادت ۔ ۴۷۰ھ قصبہ جیلان میں

انتقال ۔ ۵۶۱ھ بغداد شریف میں

القاب ۔ محی الدین، محبوب سبحانی، غوث صمدانی ، غوث الثقلین، غوث اعظم (وغیرہم)

غوث کا معنی

غوث کا معنی ہوتا ہے ، فریادرس اور مددگار، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِنْ شِيعَتِهِ" (القصص آیت ۱۵) (ترجمہ) پھر فریاد کی اس سے اس نے جو تھا اس کے رفیقوں میں (ترجمہ مولوی محمود الحسن وھابی ص۵۰۱) اس نے موسیٰ سے اس کے دشمنوں کے برخلاف مدد چاہی (ترجمہ مولوی ثناء اللہ غیرمقلد وھابی ص۴۶۳) اہل لغت نے بھی اس کے یہی معانی لکھے ہیں!

اور یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ آپ کو غوث اعظم اور غوث الثقلین تو کجا صرف غوث کہنا و لکھنا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ وہ برملا یہ کہتے ہیں کہ غوث اور داتا اور مولیٰ اور سید تو صرف اللہ ہی ہے مگر اللہ رب العلمین نے قرآن مجید میں یہ تمام القاب اپنے محبوبوں کو عطا فرماکر جاہلوں کا ناطقہ بند کردیا ہے ، چنانچہ ہماری پیش کردہ مذکورہ آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے استغاثہ کیا گیا لھذا آپ نبی ورسول ہوتے ہوئے غوث بھی تھے ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ"، یعنی جو کچھ تمہیں رسول دے وہ لے لو، تو اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہمارے پیارے محبوب امام الانبیاء والمرسلین دینے والے یعنی داتا بھی ہیں۔ اسی طرح قرآن شریف میں جبرئیل علیہ السلام اور اولیاء اللہ کو مولیٰ کے لقب سے نوازا گیا ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے، اِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کو سید ہونے سے سرفراز کیا گیا اور فرمایا، سَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ قرآن مجید سے ثابت ہو گیا کہ غوث، داتا، مولیٰ اور سید کا اعزاز اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بخشا ہے۔ لھذا اب ان القاب کو بزرگوں کے لئے استعمال کرنے میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہ رہی۔ ان واضح آیات کے باوجود منکرین کے انکار و اعراض پر ہمیں سخت تعجب ہوتا ہے حالانکہ انہیں کے اکابر نے حضرت غوث الاعظم کو غوث اعظم اور غوث الثقلین کہنے اور لکھنے میں، ہمارے ساتھ مکمل اتفاق کیا ہے سردست چند حوالے پیش خدمت ہیں تاکہ حجۃ تمام ہو جائے۔

علماء دیوبند وھابیہ کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ، نے لکھا ہے، حضرت غوث پاک قدس سرہ۔ کلیات ص۲۳ غوث الاعظم، شمائم امدادیہ ص۲۳) ارباب معارف سے غوث ہے، یہ مرتبہ عظیم رکھتا ہے اور سید کریم ہوتا ہے، آدمی حالت اضطرار میں اسی کے محتاج ہوتے ہیں اور اظہار علوم مہم اور اسرار مکنونہ اسی سے چاہتے ہیں اور طلب دعا اس سے کرتے ہیں اور وہ مستجاب الدعوات ہے، شمائم امدادیہ ص۲۳، خود حاجی صاحب کو غوث دوراں لکھا گیا ہے کلیات امدادیہ ص۸۱، تھانوی صاحب

نے لکھا ہے۔ حضرت غوث الاعظم، امداد المشتاق ص۸ و ص۱۵۸، غوث الکاملین غیاث الطالبین۔ امداد المشتاق ص۱۹۹۔ غوث اعظم، افاضات یومیہ ج ۱ ص ۲۵۶/۴۳۹، غوث پاک، افاضات ج ۱ ص۲۵۷، غوث اعظم و غوث الثقلین۔ فتاویٰ رشیدیہ گنگوہی دیوبندی وہابی ص۳۳۰، گنگوہی صاحب کو غوث اعظم کہتے ہیں مرثیہ ص۵ تذکرہ الرشید ج ا ص۲،، غوث صمدانی، ارباب طریقت ص۴۲ لغیر مقلدین، مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی کی مکمل کتاب بنام "غوث الاعظم" اور اس میں باربار غوث اعظم کا لقب آپ کے لئے استعمال کیا گیا ہے، غوث الثقلین، صراط مستقیم ص۲۸۳، رئیس الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ صراط مستقیم ص۱۰۵، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص۲۵۹ و ص۳۰۳ و ص۳۰ و ص۲۳، غوث الاعظم، فتاویٰ نذیریہ ج ا ص۱۱۳ لغیر مقلد وہابی،،

ان حوالوں کی شہادۃ سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ اہلسنت کی طرح دیگر فرقوں کے اکابر و اصاغر بھی لقب غوث اعظم اور غوث الثقلین غیر خدا کیلئے استعمال کرتے چلے آئے ہیں۔ بالخصوص یہ لقب حضرت پیران پیر دستگیر ابو محمد سیدنا الشیخ السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کے لئے درجہ شہرت حاصل کرچکا ہے گویا جب بھی یہ لقب سامنے آتا ہے تو خیال فوراً، آپ کی طرف چلا جاتا ہے! اگر اس لقب کا استعمال اتنا وسعت نہ رکھتا تو ہمارے مخالفین کے اکابر غیر خدا کے لئے کبھی بھی اس کا ارتکاب نہ کرتے:

رسالہ لکھنے کی وجہ: ہم نے اس رسالہ میں غوث صمدانی، شہباز لامکانی محبوب سبحانی غوث الثقلین، غوث اعظم حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کے مختصر حالات، واقعات اور کرامات، مخالفین کے اکابر کی معتبر کتابوں سے نقل کرکے حجت تمام کردی ہے۔ اور بھولے سے بھی

کوئی حوالہ مجدد دین ملت الشاہ الامام احمد رضا خان یا امام اہلسنت غزالی زماں قطب الاقطاب مرشدی سیدی احمد سعید الکاظمی قدس سرہ یا دیگر علماء اہلسنت کی کتب سے نہیں لکھا ۔ تاکہ اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے ۔
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوبوں کے راستہ پر چلنے کی توفیق بخشے ۔ آمین

غوث پاک کا مسلک : ابن حاجب نے طبقات حنابلہ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی وعظ و نصیحت فرماتے اور تمام خواص و عوام میں مشہور تھے ، مقبولیت عامہ آپ کو حاصل تھی ، سب آپ کی صلاحیت و دیانت داری اور تقویٰ و پرہیزگاری کے معتقد تھے اور آپ کی باتوں اور آپ کے وعظوں سے نفع اٹھاتے تھے ، جماعت اہل سنت کو آپ کے ظہور و وجود سے بہت نصرت و تقویت پہنچی ، غوث اعظم ص ۲۸ ۔

ریاضت و مجاہدہ : صاحب بہجۃ الاسرار خود آپ ہی سے نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں پچیس ۲۵ سال تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتا رہا ، اور چالیس سال تک فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر نفلوں میں طلوع فجر تک ایک قرآن مجید ختم کیا ..... ایک رات جب میں ۔ اپنے معمول کے لئے تیار ہوا تو یہ خیال آیا کہ اگر تھوڑی دیر سو کر قیام شب کیا جائے تو چنداں حرج نہ ہوگا آخر جسم کا بھی حق ہے ، میں اسی وقت کھڑا ہو گیا اور جس جگہ دل میں یہ خطرہ آیا تھا اسی جگہ ایک پیر پر کھڑے ہو کر تمام قرآن مجید ختم کیا ..... آپ نے فرمایا کہ میں نے تین تین روز تک کسی چیز کے کھائے بغیر روزہ رکھا ، اسی طرح بتدریج ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ چالیس روز تک روزہ میں رہا ۔ اس عرصہ میں کوئی چیز بھی نہ کھائی نہ پی ۔ اور رات کے معمول میں بھی کوئی فرق نہ آیا ، فرمایا کہ ان ایام میں

شیطان صورت بدل بدل کر آتا۔ اور دنیا بھی ایک خوبصورت شکل میں مال و زر سمیت سامنے آکھڑی ہوتی اور اپنی آرائش و زیبائش پیش کرتی مگر میں ان کو ڈانٹا اور جھڑک کر بھگا دیتا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے برج عجمی میں گیارہ سال تک گوشہ عبادت اختیار کیا تھا..... اسی دوران ایک مرتبہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک مجھے غیب سے کوئی چیز کھلائی پلائی نہ جائے گی میں ہرگز کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، چنانچہ چالیس روز تک اس عہد پر قائم رہا، چالیس روز کے بعد ایک شخص نے آکر روٹی اور کچھ کھانے کی چیز میرے سامنے رکھی اور چلا گیا، اس کو دیکھ کر میرا نفس بھوک کے غلبہ کی وجہ سے اس طرف مائل ہوا۔ مگر میں نے کہا، خدا کی قسم میں اپنا عہد نہ توڑوں گا۔ اسی اثنا میں ایک شخص سامنے آیا اور اس نے چیخ کر تنبیہ کے طور پر مجھے کہا اے عبدالقادر آخر یہ کیا حال ہے؟

میں نے کہا یہ محض نفس کا تقاضا ہے مگر روح بالکل مطمئن ہے وہ اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف اسی طرح لگی ہوئی ہے۔ یہ جواب سُن کر اس شخص نے کہا اب تو میرے پاس "باب ازج" چلا آ، میں نے پھر اپنے دل میں کہا کہ میں اپنے عہد سے نہ پھروں گا جب تک اللہ تعالیٰ کا صاف حکم نہ آئے اور صاف طور پر کشف سے کوئی بات معلوم نہ ہو میں اسی خیال میں تھا کہ اچانک ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کھڑا ہو اور میرے ساتھ ابوسعید کے پاس چل۔ میں ان کے ساتھ چل کر حضرت ابوسعید کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ میرے انتظار میں اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اے عبدالقادر تجھے میرا کہنا کافی نہ ہوا، میں نے ہی تو تجھے بلایا تھا، آخر اب خضر علیہ السلام نے تجھے یہاں پہنچایا۔ پھر مجھے اپنے گھر میں لے گئے، کھانا تیار تھا اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے کھلایا حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا پھر اپنے دست مبارک سے خرقہ خلافت مجھے پہنایا

اور سند عطا فرمائی۔ غوث اعظم ص۱۰ تا ص۱۲، وص۳۰

بندہ مومن کا مقام شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندہ مؤمن پر جو صاحب معرفت بھی ہو اپنے لطف و مہربانی کیوجہ سے متوجہ ہوتا ہے تو اس کے قلب میں اپنی رحمت کا دروازہ کھولتا ہے اور اپنے خصوصی انعام واحسان سے سرفراز فرماتا ہے، جس کی وجہ سے اس کو وہ چیزیں دکھائی دینے لگتی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی بشر کے دِل میں ان کا خطرہ گذرا اور نہ تصور انسانی میں آئیں۔ غرضیکہ اس وقت بندہ مؤمن پر غیب کی باتیں اور مقام قرب الٰہی کے خاص احوال اور علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں، اس کو بشارتیں دی جاتی ہیں اور اس کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور دیگر خاص اسرار و رموز خاص خاص مقربین بارگاہ کو عطا ہوتے ہیں اور انعامات کاملہ جو اہل باطن کاملین کے ساتھ مخصوص ہیں اہل معرفت کو عطا ہوتے ہیں غوث اعظم ص۴۱ وص۴۲۔

قدم غوث رضی اللہ عنہ **قدم رسول ہیں** صلی اللہ علیہ وسلم بس آپ کے قدم درحقیقت آپ کے قدم نہیں بلکہ رسول ثقلین کے قدم مبارک ہیں جن سے ہٹ کر کوئی بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

ہے خلاف پیغمبر کسے رہ گزید ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید (غوث اعظم ص۶)

بارگاہ رسالت میں آپکی فریاد و مشکل کشائی ابوالفرج ابن جبار نے بیان کیا کہ میرے شیخ بزاز قطیعی نے بیان کیا ہے کہ جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی صدمہ یا حادثہ پیش آتا تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے نماز کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔

اَغِثْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْكَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۔

پھر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر دل ہی دل میں آہستہ سے یہ دو شعر پڑھتے تھے ۔ ؎

اَیُدْرِکُنِیْ ضَیْمٌ وَّاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ ‏ وَاُظْلَمُ فِی الدُّنْیَا وَاَنْتَ نَصِیْرَتِیْ
وَعَارٌ عَلٰی رَاعِی الْحِمٰی وَھُوَ فِی الْحِمٰی ‏ اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدَاءِ عِقَالُ بَعِیْرَتِیْ

یعنی کیا مجھے بھی کوئی آفت پہنچ سکتی ہے جبکہ آپ کا تعلق میرے لئے ذخیرہ آخرت ہے اور کیا میں بھی دنیا میں ظلم وستم کیا جاؤنگا جبکہ آپ میرے معین و مددگار ہیں ؟ یہ امر تو گلہ بان کے لئے باعث عار ہے کہ اس کے گلہ میں ہوتے ہوئے اس جنگل میں میرے اونٹ کی رسی گم ہو جائے ۔

ان ابیات کے پڑھنے کے بعد آپ درود شریف کی کثرت کرتے تھے اس عمل کی برکت سے آپ پر سے اللہ تعالیٰ اس صدمہ اور آفت کو دور فرما دیتا تھا اور آپ اپنے مریدین کو بھی مصیبت اور آفت کے وقت اس عمل کی تلقین فرماتے تھے ۔ (غوث اعظم ص۳۳ و ص۳۴)

مقام محبوبیت حضرت شیخ المشائخ ، قطب الاقطاب امام الاولیا محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبد القادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء کرام ہیں جو مقام غوثیت اور مقام قطبیت اور مقام فردانیت سے عروج کر کے مقام محبوبیت تک پہنچے ہوئے ہیں ، اسی وقت آپ نے اپنے متعلق فرمایا " قدمی ہذہ علی کل اولیآء اللہ " میرے یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہیں ۔ اور تمام اولیآء کرام نے سر تسلیم خم کیا ، اس سے بڑھ کر کیا مقام ہو سکتا ہے ؛ جب آپ کا قدم مبارک تمام اولیآء اللہ کی گردن پر ہے اور تمام بزرگ آپ کے تحت فرمان ہیں ۔ کیونکہ آپ کا یہ مقام

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے ہے اور آپ اپنے حالات اور واردات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات قدم پر ثابت قدم رہتے تھے اور ہر امر میں آپکی شریعت مطہرہ کا اتباع کرتے تھے اسی لئے مقام محبوبیت سے سرفراز ہوئے تھے (غوث اعظم ص۵ و ص۷)

محبت الٰہی کی علامت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو پکار کر فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے اس لئے تم بھی اس سے محبت کرو، اور جبریل (بھی) اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور جبریل آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے اس لئے تم بھی اس سے محبت کرو، آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں میں اس کی مقبولیت پیدا کر دی جاتی ہے۔ (ترجمہ دیوبندی) بخاری مترجم ج ۲ ص۲۱۹، و جلد ۳ ص۲۷۳، بخاری عربی ج ۱ ص۴۵۶ و جلد ۲ ص۸۹۲

یہی وجہ ہے کہ مخالفوں کے توتڑاکوں کے باوجود اولیاء اللہ کی محبت لوگوں کے دلوں میں گھر کئے ہوئے ہے، رومی نے کیا خوب کہا۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء ۔۔۔ بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

صحبت صالح ترا صالح کند ۔۔۔ صحبت طالح ترا طالح کند

اولیائے امت محمدیہ کا مقام قرآن میں

ارشاد ربانی ہے۔ (ترجمہ) اور جو اللہ اور (اس کے) رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں (سورۃ النساء آیت ۶۹)

۲ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) خبردار! بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے، جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔ ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کے کلمات میں تبدیلی نہیں ہو سکتی یہی بہت بڑی کامیابی ہے، (سورۃ یونس آیت ۶۲ تا ۶۴)

۳ - اللہ نے ارشاد فرمایا (ترجمہ) اور جو سچی بات لے کر آئے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہی (کامل) متقی ہیں، ان کے لئے وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے پاس، یہی صلہ ہے نیکی کرنے والوں کا (سورۃ الزمر آیت ۳۳ و ۳۴)

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ اپنے فرمانبرداروں کے بہترین رفیق ہیں اور وہ ہر غم و خوف سے پاک ہیں دنیا و آخرت میں ان کے لئے خوشیاں ہیں، یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے اور انکی ہر مشیئت و مرضی کو اللہ تعالیٰ ان کے لئے پورا کرتا ہے[۱]

حدیث قدسی اور مقام اولیاء

حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے (ولی) دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ میری فرض کی ہوئی محبوب چیزوں کے ذریعہ سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا، اور میرا بندہ (ولی) ہمیشہ نوافل کے ذریعہ سے مجھ سے قرب حاصل کرتا

۱۔ ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ لابرہ۔ بخاری ج ۱ ص ۳۹۴ و فی روایۃ للبخاری۔ قال اھل الجنۃ کل ضعیف متضعف لو اقسم علی اللہ لابرہ۔ بخاری ج ۲ ص ۷۳۱ و ص ۸۹۷ و ص ۹۸۵

یعنی اللہ کے بندوں میں بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو وہ اس کو پورا کرتا ہے۔ بخاری مترجم ج ۲ ص ۶۲ و فی روایۃ للبخاری: ولئن سالنی لاعطینہ۔ بخاری ج ۲ ص ۹۶۳ مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔ یعنی اور اگر وہ (ولی) مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں۔ بخاری مترجم ج ۳ ص ۵۲۸۔

معلوم ہوا، اولیاء اللہ کی عرض بارگاہ الوہیت میں شرف قبولیت حاصل کرتی ہے اور ان کی ہر بات مانی جاتی ہے ۱۲ سعیدی عفی عنہ

ہے، یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں ان کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو میں پناہ دیتا ہوں اور میں جس کام کو کرنے والا ہوتا ہوں اس کے کرنے میں مجھے تردد نہیں ہوتا، جس قدر مجھے نفس مؤمن سے تردد ہوتا ہے کہ وہ موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اس کے برا سمجھنے کو مکروہ سمجھتا ہوں (ترجمہ دیوبندی وہابی) بخاری مترجم ج ۳ ص ۵۲۸، بخاری عربی ج ۲ ص ۹۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۹۷۔

دیوبندی شیخ الحدیث مولوی محمد انور کشمیری نے اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے۔ علماء شریعت نے کہا ہے کہ اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ بندے کے اعضا جوارح رضائے الٰہی کے تابع ہو جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ رضائے رب کے خلاف بالکل حرکت نہیں کرتے تو جب اس کے سمع و بصر اور تمام اعضاء جوارح کی غایت اللہ تعالیٰ ہو جائے تو اس وقت یہ کہنا صحیح ہوگا کہ وہ بندہ اللہ ہی کے لئے سنتا ہے اور اسی کیلئے بولتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ اس کی سمع و بصر ہو گیا۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث کے یہ معنی بیان کرنا حق الفاظ سے تجاوز اور کجروی ہے، اس لئے کہ بصیغہ متکلم اللہ تعالیٰ کا "کُنْتُ سَمْعَہ" فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عبد متقرب بالنوافل میں اس کے جسم اور صورت کے سوا کچھ باقی نہیں رہا اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہو گیا ہے۔ اور فنا فی اللہ سے صوفیاء کی مُراد بھی یہی ہے کہ بندہ اپنے خواہشات نفس سے اس طرح خالی ہو جائے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز تصرف کرنے والی (سننے دیکھنے اور بولنے والی) باقی نہ رہے اس حدیث میں وحدۃ الوجود کی جھلک ہے اور مسئلہ وحدۃ الوجود میں اتنا متشدد نہیں لیکن شاہ عبدالعزیز کے زمانے تک

ہمارے مشائخ اس میں نہایت متشدد اور حریص تھے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ میں ان کی محبت واشتیاق میں پگھلا جا رہا ہوں اور ہمیشہ ان کے متعلق سوال کرتا رہتا ہوں حالانکہ وہ میرے ساتھ ہیں اور میری آنکھیں ان کے لئے روتی رہتی ہیں حالانکہ وہ پتلی میں ہیں اور میری روح ان کے لئے مشتاق رہتی ہے۔ اور وہ میرے پہلو میں ہیں (فیض الباری شرح بخاری جلد ۴ ص ۴۲۸)
کچھ آگے چل کر کشمیری صاحب تحریر فرماتے ہیں!

جب درخت سے "اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ" کی آواز آ سکتی ہے تو مقرب بالنوافل کا کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سمع و بصر نہ ہو سکے، اور اللہ تعالیٰ کا اپنے مقرب بندوں کی سمع و بصر ہو جانا ایسی صورت میں کیوں کر محال ہو سکتا ہے جبکہ وہ ابن آدم جو صورت رحمٰن پر پیدا کیا گیا شرف و کمال میں شجرہ موسیٰ علیہ السلام سے کسی طرح کم نہیں (فیض الباری ج ۴ ص ۴۲۹)

مفسر قرآن امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں۔
جب اللہ کے جلال کا نور اس (ولی) کی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک آوازوں کو سن لیتا ہے۔ اور جب یہی نور، اس کی بصر ہو گیا تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو گیا تو (وہ) بندہ مشکل اور آسان دور اور قریب کی چیزوں میں تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔
(تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۶۸۸ بحوالہ مقالات کاظمی حصہ ۳ ص ۱۲۹)

مقام اولیاء آخرت میں

ہمارے سردار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بعض وہ لوگ ہیں جو انبیاء اور شہدا تو نہیں، لیکن قیامت کے دن انبیاء اور شہداء ان کے مقام پر رشک کریں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ کون ہونگے آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہونگے جو بغیر کسی رشتہ داری اور دنیاوی تعلقات کے، (محض) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے لوگوں میں محبوب ہونگے، پس خدا کی قسم ان کے چہرے منوّر ہونگے اور جب لوگ خوف و غم میں مبتلا ہونگے تو وہ ہر خوف و غم سے بے نیاز ہونگے اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ ص۴۲۶

قبر میں زندہ اور تصرف صاحب نفحات نے لکھا ہے کہ چار اولیاء ہیں جو اپنے مزارات میں زندہ[۱] بزرگوں کی طرح روحانی تصرف میں مشغول رہتے ہیں اور مخلوق کی اصلاح و ہدایت کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ایک حضرت معروف کرخی دوسرے شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی تیسرے شیخ عقیل بلخی، چوتھے شیخ حیاۃ حرانی رحمہم اللہ تعالیٰ (اشعۃ اللمعات ج۱ ص۷۱۵)

رسالہ غوث اعظم کے مرتب۔ مولوی احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی وہابی نے عبارت مندرجہ بالا کے تحت لکھا ہے " پس کیا عجب ہے کہ اس رسالے کا ملاحظہ و مطالعہ اور اس پر عملی جد و جہد حضرت غوث اعظم جیلانی کے روحانی فیض و تربیت اور باطنی جذب و کشش کا ذریعہ بن جائے اور زندگی راہ راست پر آجائے۔ (غوث اعظم ص۷)

---

[۱] یہ بزرگ جب اپنی مزارات میں زندہ ہیں اور متصرف بھی ہیں تو انبیاء کرام و شہداء تو بطریق اولیٰ اپنی مزاروں میں زندہ اور متصرف ہونگے۔ مگر وہابیہ کے ایک فرقے کا عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے ہیں۔ العیاذ باللہ. تقویۃ الایمان ص۶۱ طبع دہلی

آپکی قیادت وسیادت دائمی ہے مرتب "غوث اعظم" کاندھلوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ:-

توئی شاہ ہمہ شاہاں، ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایانِ جہاں زامداد تو پابند سُلطانی

اور یہ شاہی اور سُلطانی بھی وقتی اور عارضی نہیں بلکہ دائمی اور پائیدار ہے،

کیونکہ باتفاق آپ غوث اعظم اور قطب مدار ہیں، جن کا فیضان روحانی اور قیادت وسیادت باطنی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور مخلوق کو فیض یاب کرتی ہے اسی لئے آپ کی تعلیمات آپ کی ہدایات آخر تک کے لئے تمام انسانوں کیلئے مشعل راہ ہیں۔ (غوث اعظم ص۵۷ و ص۵۸)

کرامت کی تعریف تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ۔ جو فعل کسی نبی کا معجزہ ہوا ہے جائز ہے کہ وہ کسی ولی کی کرامت بھی ہو جائے کیونکہ وہ نبی کی سچائی اور اس کے مذہب کی صحت کی دلیل ہونے کی وجہ سے اب بھی اسی ولی کے نبی کا معجزہ ہے (جمال الاولیا ص۷ از تھانوی صاحب)

غیر مقلد وہابی نے لکھا ہے، کرامت اس امر خلاف عادت عامہ (یا خلاف قانون قدرت عامہ) کو کہتے ہیں جو کسی ولی کی طرف سے ظاہر ہو (کرامات اہلحدیث ص۲)

ایسی تعریف کرامت، مندرجہ ذیل کتب میں بھی موجود ہے، شرح عقائد ص۱۰۱، تہذیب العقائد ص۸۲، بغیۃ الرائد ص۸۷۔

فقہ اکبر و شرحہ للامام احمد بن محمد میں ہے "والکرامات الاولیاء حق"
(شرح فقہ اکبر ص۲۸)

کرامات کا ثبوت قرآن مجید سے

مردہ زندہ ہو گیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا تھا جو تم چھپاتے تھے۔ تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اور اللہ یونہی مُردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔

(سورۃ البقرہ آیت ۷۲ و ۷۳)

یعنی ولی اللہ کی گائے کے جسم کا ٹکڑا لگانے سے مقتول زندہ ہو گیا

اور اپنے قاتل کا نام بتا دیا" تفسیر عثمانی ص ۱۳ حاشیہ ۷

وہ گائے ایک شخص کی تھی جو اپنی ماں کی خدمت بہت کرتا تھا اور نیک بخت تھا، تفسیر عثمانی ص ۱۴ حاشیہ ۵ و تفسیر گوڑہ گانوی ص ۱۲ حاشیہ ۲ لغیر مقلدین۔

مُسلمانو! اسرائیلی ولی کی گائے کے جسم کے ٹکڑے سے مردہ زندہ ہو گیا تھا تو پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمانبردار اولیاء کی دُعا سے بھی مُردہ زندہ ہو سکتا ہے! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اُمت کے اولیاء اللہ سے ایسا ہوا ہے جسکی تفصیل آئندہ صفحات میں موجود ہے۔

بے موسمی پھل

۲۔ قرآن مجید میں ہے (ترجمہ) جس وقت آتے اُس (مریم) کے پاس زکریا (علیہ السلام) حجرے میں پاتے اس کے پاس کچھ کھانا، کہا اے مریم کہاں سے آیا تیرے پاس یہ، کہنے لگی یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے۔ اللہ رزق دیتا ہے، جس کو چاہے بے قیاس (سورہ آل عمران آیت ۳۷)

یعنی، مریم کے پاس بے موسم میوے آتے گرمی کے پھل سردی میں سردی کے گرمی میں...... بہر حال اب کھلم کھلا مریم کی برکات وکرامات اور غیر معمولی نشانات ظاہر ہونے شروع ہوئے (تفسیر عثمانی دیوبندی ص۷۰ حاشیہ ۱۳ تفسیر گوڑگانوی ص۲۴۶) اسرائیلی ولیہ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل وغیرہ آئے تھے، تو سیدۃ طیبہ طاہرہ رشک حوران جنت، ملکہ عفت وعصمت بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے پاس بھی بہشتی پھل وکھانے آتے رہے، کشاف ج ۱ ص۳۵۸ ومظہری ج ۲ ص۴۳ وقصص الانبیاء ص۴۰۰ تھانوی صاحب کے نزدیک یہ کتاب مقبول ہے بہشتی زیور ح ۱۰ ص۵۴ نیز اولیاء اللہ کے پاس بہشتی پھل فروٹ اور کھانے آتے رہے ہیں۔ ملاحظہ کریں تذکرۃ الاولیا واخبار الاخیار وغیرہ کتب۔

خشک درخت سرسبز اور چشمہ جاری

۳۔ قرآن پاک میں ہے۔ (ترجمہ) پھر لے آیا اس (مریم) کو دردزہ ایک کھجور کی جڑ میں بولی کسی طرح میں مرچکتی اس سے پہلے اور ہو جاتی بھولی بسری، پس آواز دی اس کو اس کے نیچے سے کہ غمگین مت ہو کر دیا ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ اور ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی کھجوریں۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ (سورہ مریم آیت ۲۳ تا ۲۶)

یعنی ۔ وہ چشمہ بطور خرق عادت نکالا گیا اور کھجوریں بھی خشک درخت پر بے موسم لگ گئیں (تفسیر عثمانی ص۳۹۷ حاشیہ ۷۔ تفسیر گوڑگانوی حاشیہ ۲)

۴ ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے (ترجمہ) اور تو انہیں (دیکھے تو) جاگتا ہوا سمجھے حالانکہ وہ سور ہے ہیں اور ہم دائیں اور بائیں ان کی کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور ان کا کتا (غار کے) دہانے پر اپنے بازو پھیلائے بیٹھا ہے (اے مخاطب) اگر تو انہیں جھانک کر دیکھتا تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگتا اور تیرے دل میں ان

کی دہشت بھر جاتی اور اسی طرح ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے احوال پوچھیں۔ (جب وہ اٹھے) ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی دیر ٹھہرے، انہوں نے کہا ہم ٹھہرے ایک دن یا ایک دن سے بھی کم وہ بولے تمہارا رب وہی خوب جانتا ہے جتنی دیر تم ٹھہرے تو اپنے کسی شخص کو اپنی چاندی کے یہ سکے دے کر شہر کی طرف بھیجو تو وہ غور سے دیکھے کہ کونسا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے کہ وہ اسی میں سے تمہارے لئے کھانا لائے،

سورۃ الکہف آیت 18/19

(یعنی) اصحاب کہف کے بارے میں کہتے ہیں سوتے میں ان کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں اور اسی قدر طویل نیند کا اثر ان کے ابدان پر ظاہر نہیں ہوا، اس سے کوئی دیکھے تو سمجھے جاگتے ہیں اور حق تعالیٰ نے ان لوگوں میں شان ہیبت و جلال اور اس مکان میں دہشت رکھی تاکہ لوگ تماشا نہ بنائیں کہ وہ بے آرام ہوں ان کے ساتھ ایک کتا بھی لگ گیا تھا اس پر بھی صحبت کا کچھ اثر پہنچا اور صدیوں تک زندہ رہ گیا، اگرچہ کتا رکھنا برا ہے لیکن لاکھ بروں میں ایک بھلا بھی ہے،

وللہ السعدی الشیرازی ؎

پسر نوح با بداں بنشست — خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند — پائے نیکاں گرفت مردم شد

1ے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی وھابی نے فرمایا کہ میں نے حضرت حاجی صاحب سے سنا ہے کہ ایک بزرگ مشغول بحق بیٹھے ہوئے تھے ایک کتا سامنے سے گذرا اتفاقاً اس پر نظر پڑ گئی، ان بزرگ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ اس نگاہ کا اس کتے پر بھی اتنا اثر پڑا کہ جہاں وہ جاتا تھا اور کتے اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتے تھے اور جہاں بیٹھتا تھا سارے کتے حلقہ باندھ کر اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ وہ کتوں کے لئے شیخ بن گیا، بزرگوں کا عجیب اثر ہوتا ہے اور عجیب برکت ہوتی ہے، ایک بزرگ کے پاس ایک کتا آنے جانے لگا اس کا نام انہوں

بقیہ اگلے صفحہ پر

(تفسیر عثمانی ص۳۸۲ حاشیہ ۵، تفسیر گوڑ گانوی ص۳۵۳ حاشیہ ۲)

اولیائے اصحاب کہف تین سو نو سال تک غار میں سوئے رہے (جمال الاولیاء ص

ولی کا علم، تصرف، اختیار، قبضۂ قدرت:

۵ ـ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (ترجمہ) جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا میں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے لے آتا ہوں کہ آپ کی پلک جھپکے تو جب سلیمان نے اس (تخت) کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ اپنے فائدہ کے لئے شکر کرتا ہے اور جس نے ناشکری کی تو بیشک میرا رب بے پرواہ بزرگی والا ہے (سورۃ النمل آیت ۴۰)

وہ شخص حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا صحابی اور وزیر آصف بن برخیا ہے جو کتب سماویہ کا عالم اور اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر سے واقف تھا اس نے

سنے کلو ار کھا تھا ایک مرتبہ وہ کتا کئی دن تک نہیں آیا۔ بزرگ رقیق القلب ہوتے ہی ہیں۔ اس کتے سے بھی تعلق ہو گیا تھا دریافت فرمایا کہ کلو کئی دن سے نہیں آیا۔ انھوں نے تو ویسے ہی معمولی طور سے دریافت کر لیا تھا۔ لیکن مریدین معتقدین اس کی تحقیقات اور تلاش کرنے ہو گئے، دیکھا کہ ایک کتیا کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے، ان لوگوں نے آکر یہی کہدیا کہ وہ تو ایک کتیا کے پیچھے پھر رہا ہے، جب وہ کتا آیا تو ان بزرگ نے اس سے کہا کہ کیوں میاں تم تو بڑے نالائق ہو ہمارے پاس آتے جاتے ہو اور پھر بھی کتیا کے پیچھے پھرتے ہو یہ سنکر وہ کتا فوراً وہاں سے چلا گیا تھوڑی دیر میں دیکھا گیا کہ ایک موری میں سر دیئے ہوئے مرا پڑا ہے، پھر فرمایا کہ جن کے فیوض جانوروں پر بھی ہوں ان سے انسان کیسے محروم رہ سکتا ہے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیئے ہاں دھن ہونی چاہیئے چاہے تھوڑی ہی ہو، اصحاب کہف کی برکت سے ان کا کتا بھی ایسا مشرف ہوا کہ حق تعالیٰ نے کلام مجید میں اس کا ذکر فرمایا۔ جسکو قیامت تک نمازوں میں پڑھا جائے گا حق تعالیٰ کی عنایت کتے پر اس قدر ہوئی تو ہم پر عنایت کیوں نہ ہو گی۔

ملفوظات اشرفیہ ص۱۶۲، ۲۳ جمادی الاول ۳۴ھ

عرض کیا کہ میں چشم زدن میں تخت کو حاضر کر سکتا ہوں، آپ کسی طرف دیکھئے قبل اس کے آپ اُدھر سے نگاہ ہٹائیں تخت آپ کے سامنے رکھا ہوگا...... ۱حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا) کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے، معلوم ہوا کہ اعجاز وکرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلاف معمول ظاہر کیا جاتا ہے
(تفسیر عثمانی ص ۴۹۲ حاشیہ ۷ و ۸)

یہ (تخت) لانے والا آصف بن برخیا ان (سلیمان علیہ السلام) کا وزیر یا منشی تھا. بعض نے کہا اسم اعظم کا اس کو عمل تھا، لوٹ آنے سے پہلے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم آسمان کی طرف دیکھو پھر وہاں سے لوٹ کر نگاہ ڈالو تو تخت تمہارے سامنے ہوگا۔ بعضے کہتے ہیں اسم اعظم کے زور سے وہ تخت زمین کے نیچے نیچے آن کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اُبھر آیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد سے ایسا ہی منقول ہے (تفسیر گوڑگانوی ص ۵۵۴)

۶ - اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ترجمہ) مارے گئے کھائیاں کھودنے والے، آگ ہے بہت ایندھن والی (سورۃ البروج آیت ۴ و ۵)۔

صحیح مسلم، جامع ترمذی اور مسند احمد وغیرہ میں مذکور ہے کہ پہلے زمانہ میں کوئی کافر بادشاہ تھا اس کے ہاں ایک ساحر (جادوگر) رہتا تھا جب ساحر کی موت کا وقت قریب ہوا، اس نے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک ہشیار اور ہونہار لڑکا مجھے دیا جائے تو میں اس کو اپنا علم سکھا دوں، تاکہ میرے بعد یہ علم مٹ نہ جائے. چنانچہ ایک لڑکا تجویز کیا گیا جو روزانہ ساحر کے پاس جا کر اس کا علم سیکھتا تھا، راستہ میں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جو اس وقت کے اعتبار سے دین حق پر تھا لڑکا اس کے پاس بھی آنے جانے لگا اور خفیہ طور پر راہب کے ہاتھ پر مسلمان

ہوگیا اور اس کے فیض صحبت سے ولایت و کرامت کے درجہ کو پہنچا۔ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر وغیرہ) نے راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے مخلوق پریشان ہے اس نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر دُعا کی کہ اے اللہ اگر راہب کا دین سچا ہے تو یہ جانور میرے پتھر سے مارا جائے۔ یہ کہہ کر پتھر پھینکا جس سے اس جانور کا کام تمام ہوگیا۔ لوگوں میں شور ہوا کہ اس لڑکے کو عجیب علم آتا ہے، کسی اندھے نے سُن کر درخواست کی کہ میری آنکھیں اچھی کردو۔ لڑکے نے کہا کہ اچھی کرنے والا میں نہیں۔ وہ اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ہے اگر تو اس پر ایمان لائے تو میں دعا کروں اُمید ہے وہ تجھ کو بینا کردے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا شدہ شدہ یہ خبریں بادشاہ کو پہنچیں اس نے برہم ہوکر لڑکے کو مع راہب اور اندھے کے طلب کرلیا اور کچھ بحث و گفتگو کے بعد راہب اور اندھے کو قتل کردیا اور لڑکے کی نسبت حکم دیا کہ اونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کردیا جائے مگر خدا کی قدرت جو لوگ اس کو لے گئے تھے سب پہاڑ سے گر کر ہلاک ہو گئے اور لڑکا صحیح و سالم چلا آیا پھر بادشاہ نے دریا میں غرق کرنے کا حکم دیا وہاں بھی یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور جو لے گئے وہ سب دریا میں ڈوب گئے آخر لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب بتلاتا ہوں۔ آپ سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں ان کے سامنے مجھ کو سولی پر لٹکائیں اور یہ لفظ کہہ کر میرے تیر ماریں۔

لطیفہ (نانوتوی وھابی نے) فرمایا خواجہ احمد جام مستجاب الدعوات مشہور تھے، ایک عورت انکی خدمت میں اپنے ایک نابینا بچے کو لائی اور عرض کیا کہ اپنا ہاتھ اس کے مُنہ پر پھیر دیجیئے اور اسکی آنکھیں اچھی کردیجیئے اس وقت آپ پر شان عبدیت غالب تھی، اس لئے نہایت انکسار کے ساتھ فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں، اس نے اصرار کیا، مگر آپ نے پھر وہی جواب دیا غرضیکہ تین چار مرتبہ یونہی ردوبدل ہوئی، جب آپ نے دیکھا کہ وہ مانتی ہی نہیں ہے تو آپ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ یہ کام تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا وہ اندھوں اور مبروصوں کو اچھا کرتے تھے، میں اس قابل نہیں ہوں۔ تھوڑی دُور چلے تھے کہ الہام ہوا، تو کون اور عیسیٰ کون اور موسیٰ کون! پیچھے لوٹ اور اُسکے مُنہ پر ہاتھ پھیر، نہ تم اچھا کرسکتے ہو، نہ عیسیٰ "ما می کنیم" آپ یہ سُن کر لوٹے اور "ما می کنیم، ما می کنیم" فرماتے تھے اور جا کر اس کے مُنہ پر ہاتھ پھیر دیا اور آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ ارواح ثلاثہ ص ۱۹۱

بسم اللہ رب الغلام، چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا اور لڑکا اپنے رب پر قربان ہوگیا، یہ واقعہ دیکھ کر یکلخت لوگوں کی زبان سے ایک نعرہ بلند ہوا کہ اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے ۔۔۔۔ اب خلق کثیر نے اسلام قبول کرلیا بادشاہ نے غصہ میں آکر بڑی بڑی خندقیں کھدوائیں اور ان کو خوب آگ سے بھروا کر اعلان کیا کہ جو شخص اسلام سے نہ پھریگا اس کو ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا لوگ آگ میں ڈالے جا رہے تھے لیکن اسلام سے نہیں ہٹتے تھے۔(تفسیر عثمانی ص۷۶۹ حاشیہ ۵۔ تفسیر گوڑگانوی ص۷۰۶ وص۷۰۷ حاشیہ ۳)

کرامت کے مُنکر

نواب صدیق خان غیر مقلد وہابی نے ارقام کیا ہے کہ۔

ومعتزلہ[1] انکار کرامت کنند بدلیل آنکہ اگر خوارق عادات از اولیا ظاہر شود بمعجزہ نبی مشتبہ گردد و نبی از غیر نبی ممتاز نہ شود

بغیۃ الرائد ص۸۹

معتزلی[1] (دین سے جدا ہو جانے والے) کرامت کا انکار کرتے ہیں، اور اس پر دلیل یہ لاتے ہیں اولیاء سے کرامتیں ظاہر ہونا شروع ہو جائیں تو نبی کا معجزہ مشتبہ ہو جائیگا اور نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہو سکے گا۔

اس اعتراض کا جواب سطور آئندہ میں موجود ہے یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر صرف اور صرف معتزلی ہیں، جنکے بارے میں یہ مشہور ہے کہ انہوں نے خود بخود دین اسلام سے انحراف کر کے اپنے نئے عقیدے واحکام وضع کر لئے تھے۔ ملاحظہ کریں "تاریخ معتزلہ"

---

[1] معتزلی دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ظاہر ہوئے اس فرقے کے مؤسس واصل بن عطا اور عمرو بن عبید تھے، یہ لوگ حضرت امام حسن بصری کے حلقۂ درس میں مرتکب گناہ کبیرہ کی سزا پر اختلاف کیا اور اُن کے حلقے سے جدا ہو کر معتزلی مشہور ہو معتزلہ ص۵۵ وص۵۷ ۔ مولانا عبدالحی وہابی نے لکھا ہے کہ، فرقہ وہابیین کو مع

کرامت برحق ہے

مجموعۃ الفتاوی میں ہے کہ، کرامت اولیاء اللہ کی حق ہے جیسا کہ عقائد نسفی اور شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے "کرامات الاولیاء حق" یعنی کرامات اولیاء اللہ کی کتاب و سنت سے ثابت ہے اس میں کسی اہل سنت و جماعت کو انکار نہیں۔

فتاوی مولوی عبدالحی لکھنوی ج ا صنہ ۳۴۰

کرامت حجۃ ہے

وہابیوں کے چوٹی کے امام و رئیس ابن تیمیہ الحرانی نے لکھا ہے۔

ولھم الکرامات التی یکرم اللہ بھا اولیائہ المتقین وخیار اولیاء اللہ، کراماتھم لحجۃ فی الدین او لحاجۃ بالمسلمین مثل ما کانت معجزات الانبیاء کذلک وکرامات اولیاء للہ انما حصلت ببرکۃ اتباع رسولہ فھی فی الحقیقۃ تدخل فی معجزات الرسول صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ وسلم ۔ الفرقان ص ۱۱۱ و ص ۱۱۲

اور ان (اولیاء اللہ) کے لئے کرامتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پرہیزگار اور برگزیدہ ولیوں کو ان سے مکرم کرتا ہے ان کی کرامتیں دین میں حجت ہیں یا مسلمانوں کی ضرورت ہیں انبیائے کرام کی معجزوں کی طرح، اور اولیاء اللہ کی کرامتیں یقیناً حاصل ہوتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی برکت سے پس وہ کرامتیں درحقیقت داخل ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے معجزات میں۔

آگے ابن تیمیہ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کی ایک فہرست دے کر صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کی کرامات کا تذکرہ کیا ہے۔

غوث اعظم کی کرامتوں کا درجہ

آپ کی کثرت کرامات اور معتبر حالات کی وجہ سے آپ کے گروہ اقطاب میں سے ہونے میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں ہے (غوث اعظم ص ۱۵ از احتشام الحسن نوابی

۲ ۔ آپ صاحب حال اور صاحب باطن تھے اور صاحب کشف و کرامات تھے اور احوال صالحہ رکھتے تھے (غوث اعظم ص۲۶)

۳ ۔ امام ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب کرامات اور صاحب مقامات بزرگ تھے ۔(غوث اعظم ص۲۶)

۴ ۔ آپ کے اقوال و احوال، مکاشفات و کرامات مشہور ہوئے ۔آپ اپنے زمانہ میں سب سے معظم شمار ہوتے تھے تمام مشائخ، علماء، صوفیاء آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے، آپ کے مناقب و کرامات بہت ہیں ۔ غوث اعظم ص۲۸

۵ ۔ وہابیوں کے شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری نے ارقام فرمایا ہے کہ ۔

ان کرامات السید عبدالقادر جیلانی تواترت کقطو الامطار	بلاشبہ سید عبدالقادر جیلانی کی کرامتیں متواتر ہیں بارش کے برسنے کی طرح ۔

فیض الباری ج ۲ ص۹۳

قلبی خیالات کا علم

پہلا واقعہ

ابن خشاب احمد اللہ جو ایک معروف درویش ہیں اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ابتداً جب میں علم نحو پڑھتا تھا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی مجلس میں شریک ہو کر آپ کا وعظ بھی سنتا تھا مگر میں علم نحو پڑھتا رہا، علم باطن کے شوق و رغبت کے باوجود اس کو حاصل کرنے کی طرف متوجہ نہ ہوا، ایک روز میں وعظ میں بیٹھا آپ کی نصیحتیں سن رہا تھا کہ مجھے اپنی خستہ حالت پر افسوس ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا میرا وقت بالکل ضائع ہوا کہ اب تک میں علوم معرفت و حقیقت سے بے بہرہ ہوں اور مجھے اس پاکیزہ اصل علم سے کچھ حاصل نہیں ہوا ہے ۔ یہ خیال دل میں آتے ہی حضرت شیخ قدس سرہ کے یہ ارشادات کانوں

میں پڑے جو آپ منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے " اے عزیز"، تو علم نحو میں مشغولی کو مجالس ذکر سے بہتر جانتا ہے، میرے دوست اس کا ثمرہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ " سیبویہ" بن جائے گا۔ غرض، خدا کا عارف اور خدا شناس تو علم نحو پڑھنے سے نہیں بن سکتا، میں نے اپنے دِل میں کہا کہ حضرت شیخ کا یہ خطاب میری ہی طرف ہے اور مجھے ہی سمجھانا مقصود ہے
(غوث اعظم ص ۱۶ و ص ۱۷)

دوسرا واقعہ

۲۔ شیخ عزالدین زاہد وتی اپنے شیخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مجھے علم کلام اور اصول دین کا شوق ہوا میں نے اپنے دِل میں کہا کہ اس بارہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی سے مشورہ لوں گا یہ اشتغال میرے حق میں کیسا ہے۔ آخر اس خیال سے شیخ کی خدمت میں پہنچا پہلے اس سے کہ میں کوئی بات کہوں۔ شیخ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ اے عمر" یہ شغل سامان قبر سے نہیں ہے، اے عمر! یہ شغل سامان قبر سے نہیں ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں جب میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سُنے تو اس خیال کو اپنے دِل سے نکال دیا۔ یہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اصل حقیقت کی جانب رہنمائی تھی ورنہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی خود ان علوم میں یگانہ روزگار تھے۔ (غوث اعظم ص ۲۹)

تیسرا واقعہ

۳۔ یہ کہ آپ کی ایک کرامت ہی تھی کہ مخلوق کے کثرت ہجوم کے باوجود جس طرح آپ کی آواز نزدیک والے سُنتے تھے اسی طرح دور والے بھی سُنتے تھے کوئی فرق نہ تھا، دوسری کرامت آپ کی یہ تھی کہ آپ لوگوں کے قلبی خطرات کی طرف اشارے کرتے جاتے تھے اور جوابات مرحمت فرماتے رہتے تھے اور لوگوں کے اندرونی شکوک وشبہات کو کشف قلبی کے ذریعہ معلوم کر کے دور فرماتے رہتے تھے

گردن اولیا منبر

۴۔ دیوبندیوں، وھابیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے ارقام فرمایا ہے کہ ایک روز دو آدمی آپس میں بحث کرتے تھے ایک کہتا تھا کہ حضرت شیخ معین الدین[1] چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غوث[2] اعظم قدس سرہ سے افضل ہیں اور دوسرا حضرت غوث پاک کو شیخ پر فضیلت دیتا تھا، میں نے کہا کہ ہم کو نہ چاہیئے کہ بزرگوں کو ایک دوسرے پر فضیلت بیان کریں، اگرچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے "فضلنا بعضہم علی بعض" جس سے معلوم ہوا کہ واقع میں تو تفاضل ہے لیکن ہم دیدۂ بصارت نہیں رکھتے اس واسطے مناسب شان ہمارے نہیں ہے کہ محض رائے سے ایسی جرأت کریں البتہ مرشد کو تمامی اس کے معاصرین پر فضیلت باعتبار محبت کے دینا مضائقہ نہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ باپ کی محبت چچا سے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں آدمی معذور ہے۔ اس نے یعنی قادری[3] نے دلیل پیش کی کہ جس وقت حضرت غوث پاک نے "قدمی علی رقاب اولیاء اللہ" فرمایا تو حضرت معین الدین نے فرمایا "بل علی عینی" یہ ثبوت فضیلت حضرت غوث پاک کا ہے میں نے کہا اس سے تو فضیلت حضرت معین الدین صاحب کی حضرت غوث پاک پر ثابت ہو سکتی ہے

ے۱: وھابیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ، حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ چشتیوں کے بادشاہ ہیں، چشتیت تو ہند میں انہیں سے جاری ہوئی، فرمایا کہ ہندوستان میں تو سلطنت ہی چشتیوں کی وجہ سے ہے ایک انگریز نے ہندوستان سے انگلستان میں جا کر کہا تھا کہ ہندوستان کے تمام سفر میں ایک بات عجائبات میں سے دیکھی کہ ایک مرد (خواجہ اجمیری) اجمیر کی سرزمین میں پڑا ہوا تمام ہندوستان پر حکومت کر رہا ہے، فرمایا کہ لوگوں کے دلوں میں حضرت خواجہ صاحب کی بڑی عظمت ہے (افاضات یومیہ ج ۱ ص ۳۰۹)

ے۲: "غوث" کا لغوی معنی ہوتا ہے، فریادرس، غیاث اللغات ص ۳۶۱، دوسرا معنی ہوتا ہے "مددگار" مصباح اللغات ص ۶۱۱

ے۳: وھابیوں کے نزدیک، قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ نسبتیں، یہودیوں، اور عیسائیوں کے فرقوں کی طرح ہیں (تذکیر الاخوان ص ۸۵) حاجی امداد اللہ، گنگوہی، تھانوی، انبیٹھوی، حسین احمد مدنی و دیگر وھابی اپنے آپکو

نہ بخلاف اس کے، کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غوث پاک اس وقت مرتبہ الوہیت یعنی عروج میں تھے اور حضرت شیخ مرتبہ عبدیت یعنی نزول میں اور نزول کا افضل ہونا عروج سے مسلم ہے امداد المشتاق ص ۴۳ مصنفہ تھانوی صاحب

قارئین! تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ غوث پاک اس وقت مرتبہ الوہیت یعنی عروج میں تھے، کیا مرتبہ الوہیت ایسی چیز ہے کہ غوث بھی اس پر فائز ہوسکتا ہے؟ ایک اور صاحب نے لکھا ہے، سالک ذکر ہو ہو میں ایسا منہمک ہو جائے کہ خود اللہ ہو جائے (کلیات امدادیہ ص ۱۱)

نیز لکھا ہے کہ، سالک ظاہر میں بندہ، باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔ کلیات امدادیہ ص ۲۷، ع الزام ہمیں دیتے رہے قصور اپنا نکل آیا،

مولوی رشید احمد گنگوہی کی قبر کو طور سے تشبیہ دے کر ارنی ارنی کہنے والے نے گنگوہی صاحب کو کیا تصور کیا اور خود کو کیا سمجھا۔ (مرثیہ محمود حسن)

مرغی زندہ کرنا وہابیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت اعظم کی خدمت میں ایک عورت اپنے لڑکے کو سپرد کرگئی۔ کچھ روز کے بعد آکر

ـلـه وہابیہ کے مسلمہ پیشوا مولانا محمد انور کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے کہ امام عبدالغنی نابلسی نے عارف جامی رح کی حکایت لکھی ہے کہ ایک امیر آدمی نے آپ کی دعوت کی اور آپ کیلئے مرغی پکائی آپ کا اختیار دیکھنے کے لئے عارف جامی تشریف لائے اور اس مرغی کو فرمایا " قم باذن اللہ " تو وہ زندہ ہو گئی۔ فیض الباری ص ۶۱ ج ۲

(۲) نیز کشمیری صاحب نے لکھا ہے کہ بجنور کے ایک شخص نے پرندے کی گردن توڑ کر اسکو جدا کر دیا، پھر اس کو جوڑ دیا تو وہ پہلے جیسی ہو گئی اور پرندے کو زندہ کر دیا۔ فیض الباری ج ۲ ص ۶۱

نیز تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ، حضرت سری سقطی کی ایک مریدنی کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا، استاد نے کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا، استاد کو خبر ہوئی اس نے حضرت سری کے پاس جا کر خبر کی، آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی کہ حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرماتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا، انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا۔ کہنے لگی کہ میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہکر اٹھ کر اس جگہ پہنچیں اور جا کر بیٹے کا نام لیکر پکارا " اے ظاہر " اس نے جواب دیا کہ کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا (بہشتی زیور حصہ ہشتم ص ۴۷) فائدہ، سری کی مریدنی دعا نہیں مانگتی سجدے میں نہیں گرتی بلکہ سیدھی بچے کے ڈوبنے والی جگہ پر جا کر اسکو پکارتی ہے اور وہ پانی میں مرنے والا بچہ جیسی عالم

میں تھا، سالم الاعضا زندہ ہو کر ماں کے پاس آگیا۔ غوث الاغواث شہباز لامکانی حضر

میں تھا، سالم الاعضا زندہ ہو کر ماں کے پاس آ گیا۔ غوث الاغواث شہباز لا مکانی حضرت سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی سجدہ ریز ہو کر اور گڑ گڑاتے ہوئے رو رو کر بارہ سال سے ڈوبی ہوئی کشتی والی بارات کے لئے دعا مانگیں تو کیا قادر مطلق جل جلالہ نے بطور خرق عادت و کرامت انہیں کیوں نہ زندہ کیا ہوگا؟ جبکہ اس کا ارشاد ہے، لہم ما یشاءون عند ربھم (القرآن) (متقیوں) کے لئے وہ سب کچھ ہے جو وہ چاہیں (الزمر) حضرت شیخ محی الدین قصوری کی تالیفات جو حضرت شاہ غلام علی دہلوی کے آخری خلیفہ تھے اور مقام علمی و عملی میں علاوہ قطب الوقت ہونے کے بے نظیر تھے انہوں نے اس پیر زن کے واقعہ کو نہایت بشرح اور پُر مذاق نظم میں ادا کیا ہے اور عالم نبیل مولوی حیدر اللہ خان درانی مجددی نقشبندی نے اپنی کتاب درۃ الدرانی علی ردۃ القادیانی میں اس کو تسلیم کر کے نقل کیا ہے (غوث اعظم، تذکرہ مشائخ قادریہ سنہ دارات اوچ شریف ص ۲۷۷۔ تصنیف۔ امام العلامہ شارح نبراس علی شرح العقائد النسفیہ، قاضی محمد برخوردار ملتانی، زاویہ پبلشرز لاہور)

دیکھا کہ لڑکا بہت لاغر اور دبلا ہو رہا ہے، اس کو بے حد رنج ہوا وہ حضرت کی خدمت میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے آئی کیا دیکھتی ہے کہ حضرت مرغ کا گوشت کھا رہے ہیں، اور بھی جل بھن گئی، عرض کیا کہ حضرت آپ تو مرغ کھائیں اور میرے بچے کو سکھا دیا۔ آپ نے یہ سن کر جو ہڈیاں کھائے ہوئے مرغ کی آپ کے سامنے رکھی تھیں ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "قم باذن اللہ" وہ مرغ بن کر چل دیا، اسی وقت حضرت نے اس عورت سے فرمایا کہ جس وقت تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا، اس کو بھی مرغ کھلایا جائے گا۔

(افاضات یومیہ ج ا ص ۲۵۶ طبع اشرفیہ لاہور بدر السادی حاشیہ فیض الباری ج ۲ ص ۱ ۶ از مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی)

چیل زندہ کرنا وہابیوں کے شیخ الحدیث مولانا محمد انور کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے، تو اچانک ایک چیل چیختی

لہ تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں (۱) مُردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبید بسری کا قصہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جنگل میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرما دیں اور حق تعالیٰ نے اس کو ان کی دعا سے زندہ فرمایا تھا اور مفرج دمامینی کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا کہ اڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ عبد القادر کی حکایت لکھی ہے کہ گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس کی اجازت سے اٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتے ہیں تو مرغ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف دہمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اٹھ جا تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحییٰ سے سنا ہے کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔ جمال الاولیاء ص ۲۲ از تھانوی صاحب

بحوالہ خلاصۃ القادریہ از شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب "غوث اعظم" از مولانا برخوردار ملتانی محشی نبراس [illegible]

ہو ئی آگئی۔ حتیٰ کہ آپ کا کلام خلط ملط ہونے لگا، تو آپ نے اس پر دعا فرمائی اور کہا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ تیری گردن توڑ دے، تو وہ زمین پر گر کر مر گئی، پھر جب آپ وعظ سے فارغ ہو گئے، اُٹھے اور اس کو دیکھا تو وہ مسجد کے صحن میں مری پڑی تھی، آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتا دیا گیا، پھر آپ نے اس کو فرمایا "قُم بِاِذنِ اللّٰہ" تو وہ (زندہ ہو کر) اڑ گئی۔ (نقلہ الشنطوفی ووثقہ المحدثون) فیض الباری ج۲ ص۶۱

۱؎ وہابیہ کے مستند پیشوا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا ہے کہ (حضرت خواجہ) محمد بہاؤالدین شاہ نقشبند بخاری کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں (اور) محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کدالیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا، تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اگر مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جا تو وہ فوراً مر جائے پھر یہ ہوا کہ میں نے ان کے کہدیا کہ تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت سے نصف النہار تک مُردہ ہی رہے، گرمی کا وقت تھا، اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا۔ پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا، پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی، اسی وقت میرے دل میں یہ القاء کیا گیا کہ ان سے کہو، اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی حیات سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے۔ میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا، جب میں نے عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا، بیٹا تم نے ان سے کیوں نہ کہدیا کہ زندہ ہو جاؤ میں نے عرض کیا۔ جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہدیا اور وہ زندہ ہو گئے (جمال الاولیاء، ص۱۳۹)

(۲) تھانوی صاحب نے ایک صحابیہ کا واقعہ یوں لکھا ہے کہ، ایک عورت ہجرت کر کے آئی، ساتھ میں اس کا ایک بالغ لڑکا بھی تھا، کچھ دن ٹھہری تھی کہ اس کے لڑکے کو مدینہ منورہ میں وبا لگ گئی لڑکا چند روز بیمار رہ کر مر گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آنکھیں بند فرما دیں۔ اور تجہیز و تدفین کا حکم فرمایا، ہم لوگوں نے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ انس اس کی والدہ کے پاس جاؤ اور اس کو اطلاع کر دو میں گیا اور اطلاع کر دی وہ آئی اور اس کے پیروں کے پاس بیٹھ گئی پھر اس کے دونوں پاؤں پکڑ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ میں آپ کیلئے بخوشی اسلام لائی ہوں اور بتوں کو نفرت کر کے چھوڑ آئی ہوں اور اپنی رغبت سے آپ کی طرف ہجرت کر آئی ہوں اے اللہ آپ، میری مصیبت سے بتوں کے پوجنے والوں کو خوش نہ فرمایئے اور مجھ پر اس مصیبت کا اتنا بار نہ ڈالئے جس کے برداشت کی مجھ میں طاقت نہیں، حضرت انس فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم اسکی بات ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ لڑکے نے پیر ہلائے اور چہرہ سے کپڑا ہٹا دیا اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک زندہ رہا اور یہاں تک، کہ اس کی ماں بھی مر گئی (جمال الاولیا ص۶۱)

تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں ① مردوں کا زندہ کرنا (جمال الاولیاء ۲۲)

وہابیوں کے امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ وصلہ بن اشیم کا گھوڑا سفر میں مرگیا، پس کہا اے اللہ نہ کر واسطے مخلوق کے مجھ پر احسان اور دعا مانگی اللہ سے پس زندہ کیا اسکو (الفرقان ص ۱۱۸) نیز ابن تیمیہ نے لکھا ہے۔ ایک آدمی کا رات کو گدھا مرگیا تھا، اس کے دوستوں نے کہا ہم تیرا اسباب بانٹ لیں گے۔ اس نے کہا مجھے تھوڑی سے مہلت دو، پھر اس نے وضو کیا اور دو رکعتیں پڑھ کر اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کا گدھا زندہ کردیا اور اس نے اپنا اسباب سامان اپنے گدھے پر اٹھالیا۔ (الفرقان ص ۱۱۹)

۵۔ مولوی سبحان محمود و مولوی محمد فاضل وہابی نے لکھا ہے کہ (حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) فرمایا کہ جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو تاکہ مراد پوری ہو اور فرمایا جو کسی مصیبت میں میرے وسیلہ سے امداد چاہے تو اسکی مصیبت دور ہو اور کسی سختی میں میرا نام لیکر (یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ) فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۰، کلیات امدادیہ ص ۷۷) پکارے، اسے کشادگی حاصل ہو اور جو میرے وسیلہ سے اللہ کے سامنے اپنی مرادیں پیش کرے تو پوری ہوں (ترجمہ اخبار الاخیار ص ۵۰ از وہابیہ) مولوی محمد اسماعیل وہابی نے لکھا ہے کہ مرشد اللہ تعالیٰ کا وسیلہ ہوتا ہے۔ صراط مستقیم ص ۹۵ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی وہابی نے لکھا ہے، اولیا در راستہ قدرت از الہٰ ٭ تیر جستہ باز آرندش زراہ ..... عالم میں جو حوادث پیش آتے ہیں اور رنج و مسرت کے واقعات صادر ہوتے ہیں وہ باارادۃ اللہ ہونے کے سبب ان (اولیاء) کی مرضی اور منشاء کے موافق ہوتے ہیں۔ تذکرہ الرشید ۲ ص ۲۰۱ گنگوہی وہابی کے بارے میں وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ "مولانا کی زبان سے جو بات نکلتی ہے تقدیر الٰہی کے مطابق ہوتی ہے۔ تذکرہ ج ۲ ص ۲۱۹۔ قریب المرگ مریضہ کیلئے ایک وہابی مراقب ہو کر گنگوہی کی طرف متوجہ ہوا کہ وقت آگیا ہے تو خاتمہ بالخیر ہو، اور زندگی باقی ہے تو تکلیف رفع ہو جائے، مراقبہ کرتا تھا کہ مریضہ نے آنکھیں کھول دیں.... افاقہ ہوگیا.... بالکل تندرست ہوگئیں اس کے بعد کبھی درد نہیں اٹھا (اس وہابی نے کہا) کہ جب وقت میں مراقب ہوا حضرت گنگوہی کو سامنے پایا اور پھر تو یہ حال ہوا کہ جس طرف نگاہ کرتا حضرت امام ربانی کو بعینہٖ اصلیہ موجود دیکھتا تھا۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۲۱ گنگوہی کے بارے میں وہابیوں کا عقیدہ ہے، جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ مرثیہ ص ۱۰، نہ رکا پر، نہ رکا پر نہ رکا پر اس کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم (مرثیہ ص ۲۵)

قیمتی لباس

قیمتی لباس۔

وھابیوں کے حکیم الامت مولانا تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ

ایک سوداگر خلیفہ وقت کے پاس بہت قیمتی کپڑا لایا جس کو خلیفہ نہ خرید سکا یہ سوداگر خلیفہ وقت کے جواب دے دینے پر بہت مایوس ہوا اور خلیفہ وقت کے پاس سے حضرت (غوث پاک) کی زیارت کو خانقاہ میں حاضر ہوا، حضرت نے سوداگر سے آنے کی وجہ دریافت کی، اس نے بیان کیا کہ اس لئے آیا تھا مگر ناکامیاب رہا حضرت نے اس کی مایوسی دیکھ کر فرمایا ہم خریدیں گے، خادم کو حکم دیا کہ اس کی قیمت دے دی جائے اور اس میں ہمارا چوغہ تیار کراؤ وہ کپڑا خرید لیا گیا، اس کی اطلاع خلیفہ وقت کو ہوئی اس کو سخت ناگوار گذرا کہ اس فقیر نے ہمیں ذلیل کیا یہ سوداگر جہاں جائیگا کہتا پھرے گا کہ خلیفہ وقت میرا کپڑا نہ خرید سکا اور ایک فقیر نے خرید لیا وزیر سے کہا کہ اس (فقیر) سے باز پرس کرو، وزیر دانشمند تھا عرض کیا کہ جلدی نہ کیجئے میں جاکر پہلے دیکھتا ہوں اس کے بعد دیکھا جائے گا، وزیر خانقاہ میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت اس کپڑے کا چوغہ پہنے بیٹھے ہیں۔ وزیر کو ناگوار گذرا کہ واقعی خلیفہ وقت کی بھی رعایت نہ کی، اس میں خلیفہ وقت کی بڑی اہانت ہوئی مگر وزیر کی پھر جو نظر پڑی دیکھا کہ دامن میں اس چوغہ کے ٹاٹ یا کمبل کا ٹکڑا بھی لگا ہوا ہے وزیر نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت یہ کیا، فرمایا کہ قطع کرنے کے وقت کپڑے میں کمی رہ گئی تھی میں نے کہا ٹاٹ یا کمبل کا ٹکڑا لگا دو مقصود تو کپڑے سے بدن ڈھانکنا ہے وزیر نے جاکر خلیفہ وقت سے بیان کیا کہ یہ قصہ ہے جس شخص کی نظر میں وہ کپڑا اور ٹاٹ یا کمبل ایک ہے اس سے تعرض کرنا خدا کے قہر کو خریدنا ہے (الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۵۷)

سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کو تنگ کرنا یا ان پر اعتراض کرنا یا ان سے بغض و عداوت و دشمنی رکھنا اللہ ذوالجلال کے قہر و غضب کو دعوت دینا ہے، من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب (بخاری) یعنی اللہ کے ولیوں سے دشمنی رکھنے والے کو اللہ اپنے سے جنگ کرنے کا چیلنج کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کو جھوٹے الٰہ کہنے والے، کذاب دراصل اللہ تعالیٰ سے جنگ کر رہے ہیں۔ اور اس کے قہر و غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

دھوبی کی نجات

دھابیوں کے حکیم تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ "میں نے مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے خود ایک حکایت سنی ہے جس میں توجیہ کی بھی ضرورت ہے اور کوئی بیان کرتا تو شاید یقین ہونا بھی مشکل ہوتا اور بہت ممکن تھا کہ میں سن کر رد کر دیتا وہ یہ کہ ایک دھوبی کا انتقال ہوا، جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا۔ من ربکَ، مادینکَ، من ھذا الرجل۔ وہ (دھوبی) جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں، اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں، جو اُن کا خدا وہ میرا خدا جو اُن کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی (الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۹۱ ۳۸ ب ۴۳)

لے۔ مولوی سبحان محمود دھابی اور مولوی محمد افضل دھابی نے اخبار الاخیار فارسی کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضور غوث پاک نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک لکھا ہوا دفتر دیا جس میں قیامت تک آنے والے میرے احباب اور مریدوں کے نام درج تھے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تیری وجہ سے بخش دیا (دھابیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مولوی احمد علی لاہوری کے دفن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میانی صاحب (لاہور کے قبرستان) کے تمام اہل قبور سے اپنا عذاب اٹھا لیا ہے ملفوظات طیبات ص ۲۱ نیز مولوی احمد علی دھابی نے کہا، اللہ والے لاہور میں نہ ہوں تو کوئٹہ کی طرح لاہور ایک منٹ سے پہلے پہلے غرق ہو جائے، چونکہ یہاں کوئٹہ سے زیادہ آبادی ہے اس لئے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں وہ اللہ کے عذاب کو روکے رہتے ہیں۔ ملفوظات طیبات ص ۱۲۲) آپ نے فرمایا کہ میں نے داروغۂ جہنم سے جن کا نام مالک ہے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمہارے پاس کوئی ہے؟، جواب دیا، عزت پروردگار کی قسم کوئی بھی نہیں (غوث پاک نے فرمایا) دیکھو میرا دست حمایت (مدد) میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر، اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا ہوا، میں تو اچھا ہوں (فرمایا) جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بارگاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا۔ اور اگر مشرق میں میرے ایک، مرید کا پردۂ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً (وہاں سے) اسکی پردہ پوشی کروں گا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانے میں کوئی ان کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ مبتلا ہوئے اس سے کوئی بچانے والا نہیں تھا، اگر میں ان کے زمانے میں ہوتا تو ان کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی، قیامت تک میں اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اگرچہ وہ سواری سے گرے۔ (ترجمہ اخبار الاخیار ص ۴۹ از دھابیہ)

کرامت ۹ وھابیوں کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے!

ایک دن حضرت غوث الاعظم سات اولیاء اللہ کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ناگاہ نگر بصیرت سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک جہاز[1] قریب غرق ہونے کے ہے آپ نے ہمت و توجہ باطنی سے اس کو غرق ہونے سے بچالیا، وہ ساتوں آدمی کہ عاشق ذات اور مرتبہ رضا و تسلیم میں ثابت قدم تھے اس امر حضرت غوث کو خلاف خیال کر کے آپ سے ناخوش ہوئے اور اپنی مجلس سے علیحدہ کر دیا، ایک دن آپ نے دیکھا کہ سات ڈھانچے ہڈیوں کے مُسلّم رکھے ہیں، دریافت ہوا کہ ایک درندے نے خدا سے دُعا مانگی کہ مجھکو اپنے دوستوں کا گوشت کِھلا وہ ساتوں آدمی پیش کئے گئے اور اس درندے نے گوشت ان مردان خدا کا کھانا شروع کیا، جس وقت درندہ دانت مارتا تھا وہ لوگ ہرگز دَم نہ مارتے تھے یہاں تک کہ تمام گوشت اپنا راہ مولیٰ میں نثار کر دیا اور صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں (امداد المشتاق ص ۴۴)

اس کرامت سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ نظر بصیرت سے دور دراز والی چیز یں اور سمندروں میں ڈوبتے جہازوں کو دیکھ لیتے ہیں اور ان کو غرق ہونے سے بچا بھی سکتے ہیں۔ وہ جہاں بھی بیٹھے ہوں ان کی ہمت اور باطنی توجہ ہر جگہ پہنچ سکتی ہے۔

---

[1] - عُلماء دیوبند وھابیہ کے پیر و مُرشد حاجی امداد اللہ مُھاجر مکّی نے " فرمایا کہ خدا جانے لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں اور میں کیا ہوں! محبوب علی نقاش نے آکر بیان کیا کہ ہمارا آگبوٹ (جہاز) تباہی میں تھا میں مراقب ہو کر آپ (حاجی صاحب) سے مُلتجی ہوا، آپ نے مجھے تسکین دی اور آگبوٹ کو تباہی سے نکال دیا۔ (امداد المشتاق ص ۱۲۴) (راوی نے) عرض کیا کہ آپ کی خادمہ پیرانی صاحبہ سے نقل کرتی ہیں کہ ایک بار میرے بھتیجے حج کو آتے تھے آگبوٹ تباہی میں آگیا۔ حالت مایوسی میں انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک طرف حاجی صاحب اور دوسری طرف حافظ جیو صاحب آگبوٹ کو شانہ دیئے ہوئے تباہی سے نکال رہے ہیں، صبح کو معلوم ہوا کہ آگبوٹ دو دن کا راستہ طے کر کے صحیح و سالم کنارے پر لگ گیا۔ امداد المشتاق ص ۱۴۱

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۔ وھابیوں کے معتبر عالم مولوی رشید احمد گنگوھی اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں، اس (یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ) کا ورد کرا بندہ (یعنی گنگوھی صاحب) جائز نہیں جانتا، اگرچہ شرک نہیں ...... اور اس عقیدے پر پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت برار[1] کر دیتے ہیں یہ بھی شرک نہ ہوگا باقی (یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھنے والے) مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کو کافر و مشرک بنا دینا بھی غیر مناسب ہے۔

(فتاوی رشیدیہ صنہ ۳۷)

(۲) دیوبندیوں وھابیوں کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ارقام فرمایا ہے "جو ندا نص میں وارد ہے مثلاً "یا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِیْ"، وہ باتفاق جائز ہے۔ اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں انکا حال جدا ہے اور حکم بھی ہے کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے۔ جو خواص میں ہو گا خود سمجھ لے گا بیان کی حاجت نہیں، یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک ہے، ہاں اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے کچھ حرج نہیں، یہ تحقیق ہے اس مسئلے میں (کلیات امدادیہ صنہ ۷۷)

(۳) مولوی حسین علی وھابی دیوبندی واں بھچروی کے پیر و مرشد، حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی نقشبندی مجددی احمدی فرماتے ہیں کہ حضرت لعل شاہ جج پر گئے تو مدینہ منورہ میں ایک جماعت دیکھی جو اپنے پیر کے ساتھ تھی، یہ لوگ حلقہ بنا کر چکر لگاتے اور ہاتھ پر ہاتھ مارتے اور پڑھتے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پیر صاحب ایک مرید کی طرف توجہ فرماتے تو وہ حق حق کی ضرب لگاتا ہوا (مدہوش ہو جاتا) باقی چکر لگاتے رہتے یونہی باری باری ہوتا اور تمام مریدوں پر (پیر صاحب) توجہ ڈالتے

[1] ۔ کیونکہ آپ اپنی مزار میں زندہ بھی ہیں اور روحانی تصرف میں مشغول بھی رہتے ہیں، غوث اعظم صنہ

(لعل شاہ صاحب کو خواجہ صاحب نے) فرمایا کہ وہ لوگ طریقہ قادریہ رکھتے ہیں
(مجموعہ فوائد عثمانی ص ۲۷)

متشدد وہابی کے پیرو مرشد نے اس جماعت اور اُن کے اس ورد پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ وہ طریقہ قادریہ رکھتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ بالخصوص سلسلہ قادریہ میں اس وظیفہ کا معمول ہونا معروف ہے، چنانچہ حضرت سید مخدوم جہانیاں بخاری قادری کے سفرنامہ میں مرقوم ہے کہ ایک روز آپ (حضرت سید مخدوم جہانیاں) بیٹھے تھے کہ آگ کسی جگہ لگی آپ نے مٹھی بھر خاک لی اور چلا کر کہا "یا شیخ محی الدین عبدالقادر" پھر خاک کو آگ کی طرف پھینکا، آگ فوراً بجھ گئی۔
(سفرنامہ مخدوم جہانیاں جہانگشت ص ۵۶ مطبوعہ کانپور ۱۹۳۶ء)

(۴) مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے اپنے پیر و مرشد مولوی حاجی امداد اللہ کے حق میں شیئاً للہ کا کلمہ یوں استعمال کیا ہے۔

یا سیدی للہ شیئاً انہ ❊ انتمُ لی المجدی وانی جادی

شمائم امدادیہ ص ۱۱۱ مطبوعہ شرف الرشید شاہ کوٹ

"یا شیخ عبدالقادر جیلانی" کی جگہ "یا سیدی" ہے اور شیئاً للہ کی جگہ للہ شیئاً آگیا۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ دیوبندی وہابی اپنے بزرگوں کو یا سے پکارتے بھی ہیں اور ان سے شیئاً للہ بھی طلب کرتے ہیں۔ مگر جب اہلسنت ایسا کریں تو پھر انکو کفر و شرک یاد آجاتا ہے، بڑے سے بڑا کوئی بھی وہابی، مولوی ذوالفقار علی دیوبندی کے اس شعر پر کفر و شرک کا فتویٰ نہیں لگائے گا۔ ورنہ ہی ناجائز کہے گا معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو یا سے پکارنا شرک نہیں اور نہ ہی شیئاً للہ کہنا شرک ہے بلکہ اہل شریعت و طریقت کا شیئاً للہ کہنے پر اتفاق ہے۔ حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۹

(۵) غیر مقلدین کے پیشوا، مولوی وحیدالزمان صاحب، غیر مقلدوں کے عقائد،

ترجمان کتاب " ہدیۃ المہدی " میں لکھتے ہیں۔

" یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث اعظم پکارنے والوں کی صرف پکار پر ہم انہیں مشرک نہیں کہہ سکتے اور یہ (مشرک) کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقتولین بدر کو نام لیکر پکارا ہے اور حضرت عثمان بن حنیف (صحابی) کی حدیث میں لفظ "یا محمدا (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) انی اتوجه بك الی ربی" موجود ہے ایک اور حدیث میں "یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنی" (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) وارد ہے۔ ہدیۃ المہدی ص ۲۴ نیز اسی

کتاب کے ص۲۳ پر ہے۔ وقال السیلانی بعض تو الیقه سے تیلا دیں مدد کعبہ یہاں مدد، ابن قیم مدد، قاضی شوکانی مدد

گیارھویں شریف - اسلام میں ایصال ثواب کی کوئی ممانعت نہیں ہے اور روئے زمین کے تمام مسلمان اس کے جائز ہونے پر اتفاق رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ قرآن و حدیث میں اس کے جائز ہونے پر بے شمار دلیلیں، موجود ہیں جو ایصال ثواب کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ یہاں ہم نے حسب سابق صرف مخالفین کے اکابر کے کچھ حوالے سپرد قرطاس کر دیئے ہیں تاکہ ہدایت و منفعت کا سبب بن جائیں۔

تھانوی صاحب ارقام فرماتے ہیں۔ مُردے کے لئے دُعا کرنے سے کچھ خیر خیرات (جمعراتیں و قلقوانی و سالیانہ وغیرہ) دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ (بہشتی زیور حصہ ۱ ص ۳۶)

(۲) ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے حقوق یہ ہیں (کہ) ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے، نفل عبادت اور خیرات کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے (بہشتی زیور حصہ ۴ ص ۳۹ (۳) بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۴۵ تیسرا باب، فاتحہ کا بیان (۴) (بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۷ شب برات کا حلوہ اور محرم کا کھچڑا اور شربت، (۵) (بہشتی زیور حصہ ۱۱ ص ۹۲ دفن کے مسائل، مسئلہ ۲۲، بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر

ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے" ایصال ثواب کے جائز و مستحب ہونے پر وھابیوں کی ایک ہی کتاب میں پانچ بار تاکید کی گئی ہے۔ لھذا ایصال ثواب بصورت اطعام طعام ہو یا بصورت دیگر ہر طرح جائز و مستحب ہے! اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ گیارھویں شریف بھی محض ایصال ثواب کے لئے بغیر کسی قیود کے منعقد کی جاتی ہے۔

اہلسنت اور دیوبندیوں وھابیوں کے مسلمہ پیشوا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ ارقام فرماتے ہیں۔

ہمارے ملک ہند میں ۱۱ ربیع الثانی ہی زیادہ مشہور و معروف ہے اور غوث اعظم کی اولاد و مشائخ عظام مقیم ہند (و پاک) گیارھویں تاریخ کو عرس کرتے ہیں ما نیز اسی طرح پیر و مرشد سیدنا سید بھی رضی الوضی ابوالمحاسن سید شیخ موسیٰ حسنی جیلانی ابن شیخ کامل عارف حق معظم و مکرم ابوالفتح شیخ حامد حسنی جیلانی نے اوراد قادریہ لکھی اور شیخ حامد حسنی جیلانی ایک متفق علیہ ولی اللہ تھے جن کا لقب مخدوم ثانی اور عبدالقادر ثانی تھا انہوں نے اپنے آباء کرام کی زبانی آپ کے عرس کی تاریخ گیارہویں لکھی ہے۔ (ترجمہ دیوبندی، بنام مؤمن کے ماہ وسال ص۱۴۳، ماثبت بالسنہ ص۲۷۳) شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ اخبار الاخیار شریف میں ارقام فرماتے ہے۔

شیخ امان پانی پتی نے گیارہ ربیع الثانی کو غوث الثقلین کا عرس کیا اور کہا کہ غوث پاک سے پہلے قدم اٹھانا درست نہیں، چنانچہ اس دن جو کھانا پکوایا تھا تقسیم کر دیا (اور بارہ ربیع الثانی کو وصال فرمایا) (ترجمہ دیوبندی) اخبار الاخیار ص۴۹۸، فارسی ص۲۴۳) مجدد وھابیہ مولوی رشید احمد گنگوھی کا فتوی ہے کہ" ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے (فتاوی رشیدیہ ص۴۵۹،)

(۲) گیارھویں کی شیرینی صدقہ ہوتی ہے مساکین کو اس کا کھانا درست ہے۔

فتاوی رشیدیہ صـ۲۰۲ ۔

(۳) خلاصہ یہ کہ بلا تعین یوم گیارھویں شریف، ایصال ثواب بروح حضرت قدس سرہ درست ہے (فتاوی رشیدیہ صـ۲۳۴)

(۴) علمائے دیوبند کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ نے ارقام فرمایا ہے۔

کہ نفس ایصال ثواب ارواح اموات میں کسی کو کلام نہیں ..... گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہٗ دسویں بیسویں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں ۔ کلیات امدادیہ صـ۶۷ وصـ۶۳،

ان حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارھویں شریف کا ختم بطور ایصال ثواب جائز ہے ۔ اس پر اعتراض کرنا بے فائدہ نہیں تو اور کیا ہے؟

طعام سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا

طعام وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے چنانچہ مولانا عبد الحی صاحب لکھنوی دیوبندی نے لکھا ہے، طعام سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنے سے وہ طعام حرام نہیں ہوتا اور اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ مجموعۃ الفتاوی ج ۳ صـ۶۸، فتاوی رشیدیہ صـ۴۴۷

شیخ محقق نے ایک ولی کے بارے لکھا ہے کہ وہ چاولوں پر تین تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح پر فتوح پر ایصال کیا کرتے تھے ۔ اخبار الاخیار مترجم دیوبندی صـ۴۷۲ دیوبندیوں وہابیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب نے لکھا ہے " سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی ۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و

لسان کے لئے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جاوے تو قبولیت دُعا کی بھی اُمید ہے اور اس کلام کا ثواب پہنچ جائے گا کہ جمع بین العبادتین ہے۔ قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں، کسی نے خیال کیا کہ دُعا کے لئے رفع یدین سنت ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے کسی نے خیال کیا کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے پانی پلانا بڑا ثواب ہے اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا بس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی، رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوئی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے اور نہیں تو سالہا سال گزر جاتے ہیں، کبھی خیال بھی نہیں ہوتا، اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں جن کی تفصیل طویل ہے، محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا ہے، ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ کلیات امدادیہ ص۲۲

منتخبہ آیات پڑھنا مختلف سورتوں سے آیات پڑھنا بالکل جائز ہے چنانچہ دیوبندیوں، وہابیوں کی معتبر عالم دین مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی نے لکھا ہے کہ۔ اقتباس قرآن کے پڑھنے کے جواز میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں بلکہ اس پر اجماع ہے جیسا کہ علماء خطباء شعراء وغیرہ سے اس کا استعمال ثابت ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ اور تابعین سے بھی ثابت ہے اور کتب فقہ میں اسکے جواز پر دلیلیں موجود ہیں۔ (بنفع المفتی والسائل ص۱۱)

[illegible] تمام ائمہ اور علماء متفرق آیات پڑھتے ہیں ۔

نیز وھابیہ کے اوراد و درود و وظائف کی کتب میں متفرق و مختلف آیات ایک ساتھ لکھی ہوئی ہیں اور پڑھی جاتی ہیں ۔ تو معلوم ہوا کہ متفرق و مختلف آیات ایک وقت میں پڑھنے کی کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے ،

پھر ختم شریف میں اسی طرح پڑھی جانے والی آیات پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے ؟ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں مختلف آیات نازل ہوتی تھیں اور آپ وہ صحابہ کرام کو سنایا کرتے تھے ، اگر اس طرح پڑھنا یا سنانا ناجائز ہوتا تو آپ کبھی بھی ایسا نہ کرتے ،

حضرت بلال نماز کی ایک ہی رکعت میں مختلف سورتوں سے متفرق آیات پڑھتے تھے ، سرکار نے اس کی وجہ پوچھی تو بلال نے عرض کیا کہ یہ بہترین کلام ہے اللہ نے اس کے بعض کو بعض کی طرف جمع کر دیا ہے ، تو آپ نے اسکو پسند فرمایا

(ابو داؤد ص ۱۸۸)

صلوٰۃ غوثیہ ۔

مولوی سبحان محمود وھابی اور مولوی محمد فاضل وھابی نے ترجمہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر درود (اغثنی یا رسول اللہ علیکَ الصلوٰۃ والسلام غوث اعظم پر ۳۳ بھیجے اور میرا نام (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) لیکر اللہ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کی حاجت بر آوری کرے ۔ (ایک روایت میں ہے کہ گیارہ قدم عراق کی جانب چل کر میرا نام لیکر دعا مانگے ۔ لیکن یہ روایت ثابت نہیں ۔ (ترجمہ اخبار الاخیار ص ۵۰)

ترجمہ میں " ایک روایت سے لیکر ثابت نہیں تک " کی عبارت وھابیوں کی خود ساختہ اور ترجمہ میں خیانت و علمی بد دیانتی ہے ، جو علماء دین کو زیب نہیں دیتی ۔ مگر وھابیوں کا اس طرح کی تحریف و ترمیم اور قطع و برید و ایچ پیچ کے بغیر گزارہ نہیں چلتا ۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۲۰ کی اصل عبارت ملاحظہ کریں "

وفرمودے کہ دو رکعت نماز بگذارد و بخواند در ہر رکعت بعد از فاتحہ سورۂ اخلاص یازدہ بار ، بعد از ان درود بفرستد بہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از سلام و بخواند آن سرور را صلی اللہ علیہ وسلم ، بعد از ان یازدہ گام بجانب عراق برود و نام مرا گیرد و حاجت خود را از درگاہ خداوندے بخواہد حق تعالیٰ آن حاجت او قضا گرداند بمنہ وکرمہ ۔ اخبار الاخیار فارسی ص ۲۰ ۔

[1] عبارت میں بجانب پر جو حاشیہ ہے وہ اس طرح ہے ، رفتن بجانب عراق از صلحائے امت ثابت شدہ ۱۲

[1] فتاوی رشیدیہ ص ۳۴ ، کلیات امدادیہ ص ۷۷ یہ دونوں کتابیں وھابیوں کی مستند و معتبر ہیں ۱۲

وھابیوں کے گھر کی باتیں

بیٹا کون دیتا ہے؟ (جلّو کی کہانی) ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا، نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھو کی چلا جا جلّو نے دل میں کہا کہ وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں۔ بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا۔ مجذوب نے کہا نالائق جاتا نہیں۔ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں ہی سے ملے گا۔ جلّو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھو کی پہنچا، اور مولانا عبدالرحمٰن صاحب سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ مولانا عبدالرحمٰن نے کہا کہ میں دُعا تو کر دیتا ہوں مگر تو منکر قرآن ہے تیرے حق میں میری دُعا قبول نہ ہوگی۔ جلّو نے کہا۔ میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیری کتنی بیویاں ہیں، اس نے کہا سات، آپ نے فرمایا کہ قرآن تو چار سے زیادہ اجازت نہیں دیتا۔ پھر تو نے سات کیوں کیں اس نے کہا جو حکم ہو میں اس پر عمل کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تین کو یہیں طلاق دے دے، گاؤں میں مسجد بنوا، خود نماز پڑھنے کا اقرار کر اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کر تو میں تیرے لئے دُعا کرتا ہوں اس نے ایسا ہی کیا آپ نے دُعا فرمائی خدا کی قدرت اگلے ہی سال اُس کے ہاں فرزند نرینہ تولد ہوا، وہ دوڑا دوڑا آیا اور مولانا کو لے جانا چاہا مگر آپ نہ گئے اور کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام یہ سمجھنے لگیں عبدالرحمٰن نے بیٹا دیا۔

کرامات اہلحدیث صـ ۱۱ اس عبارت سے ظاہر ہونی والی کچھ باتیں۔

۱۔ وھابی اس ننگ دھڑنگ مجذوب کو ایسا غیب دان مانتے ہیں کہ وہ بیٹا دینے والے وھابی کو بھی اور جلّو کے قلبی خیالات کو بھی جانتا تھا۔

۲۔ وھابیوں کے نزدیک مولوی عبدالرحمٰن وھابی بھی غیب دان ہی تھا کہ اُس نے اُس کی بیویوں تک کو جان لیا اور دُعا کی عدم قبولیت کا پتا کر لیا۔

۳۔ غیر اللہ کو مولانا کہا۔ اور مولانا کی دُعا پر خدا کی قدرت کو موقوف سمجھا۔

۴۔ "مولانا" جلّو کے ساتھ اس لئے نہ گئے کہ کہیں عوام یہ نہ سمجھیں کہ "مولانا" نے بیٹا دیا ہے صرف عوام ایسا نہ سمجھیں ورنہ.......

ماں کے پیٹ میں کیا ہے ؟ مولانا نانوتوی وھابی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی وھابی کے ایک مُرید تھے جن کا نام عبداللہ خان وھابی تھا اور قوم کے راجپوت تھے اور یہ حضرت کے خاص مُریدوں میں تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا ۔ (ارواح ثلاثہ ص۲۰۰ طبع قدیم)

۲ ۔ مولانا حبیب الرحمن صاحب (وھابی) نے فرمایا راؤ عبدالرحمن خان (وھابی) بنجلاسہ (پنجاب)، میں حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب (وھابی) کے خلیفہ تھے اور بڑے زبردست صاحب کشف و حالات تھے کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکا لڑکی کیلئے تعویذ مانگتا بے تکلف فرماتے'' جا تیرے لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی، لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتاتے ہیں فرمایا کیا کروں بے محابہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے (ارواح ثلاثہ ص۳۰۰ طبع قدیم، کراچی)

۳ ۔ (امیر شاہ) خان صاحب (وھابی) نے فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب جب بطنِ مادر میں تھے تو ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور مراقب ہوئے اور ادراک بہت تیز تھا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ تمہاری زوجہ حاملہ ہے اور اُس کے پیٹ میں قطب الاقطاب ہے ۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا ۔ اقرار و تسلیم فرمایا اور آکر بھول گئے ایک روز شاہ صاحب کی زوجہ نماز میں مصروف تھیں جب انہوں نے دُعا مانگی تو اُن کے ہاتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے ہاتھ نمودار ہو گئے ، وہ ڈر گئیں اور گھبرا کر شاہ صاحب سے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے ۔ فرمایا ڈرو نہیں تمہارے پیٹ میں ولی اللہ ہے ۔ بس اسی لئے اصل نام تو قطب الدین احمد رکھا گیا اور اکثر تحریرات میں اسی نام کو حضرت شاہ صاحب لکھتے بھی تھے اور مشہور ولی اللہ ہوا ۔ (منقول از روایات الطیب، ارواح ثلاثہ ص۲۷ و ص۲۸ طبع قدیم)

محصلہ چند باتیں = ۱ ۔ تعویذ جائز ہیں ۔ ۲ ۔ لڑکے اور لڑکی کا علم ۔
۳ ۔ تقدیر تابع، جو بتاتے وہی ہوتا یا ماننی لازم پیر پرستی ۔ ۴ ۔ مولود کی صورت سامنے آجائے تو کوئی حرج نہیں سید المرسلین کی صورت سامنے آجائے تو شرک کیوں ہے ۔ بزرگوں کی مزارات

پر جانا - ۶ - مزارات پر مراقبہ کرنا - ۷ - مزار والے کو حمل کا علم - ۸ - حمل میں لڑکے کا علم - ۹ - اس کے مرتبے کا علم - ۱۰ - نام بتانا اور بزرگوں کا بتایا ہوا نام رکھنا - ۱۱ - شاہ صاحب کی زوجہ کے ہاتھوں میں دو چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کا ظاہر ہونا - پیٹ والے بچے کا تصرف اختیار و قدرت اور بھولی بسری بات یاد دلانا (علم غیب) ۱۲ - مزار والے کے فرمان پر یقین رکھنا اور ان کو مزار میں زندہ ماننا وغیرہ یہ ہیں وہابیوں کے عقیدے جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں -

کیا مُردہ قبر سے بھاگ آیا؟ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب (وہابی) نے فرمایا کہ مولوی احمد حسن امروہی (وہابی) اور مولوی فخر الحسن گنگوہی (وہابی) میں باہم معاصرانہ چشمک تھی اور اُس نے بعض حالات کی بنا پر ایک مخاصمت اور منازعت کی صورت اختیار کرلی اور مولانا محمود حسن (وہابی) گو اصل جھگڑے میں شریک نہ تھے نہ انھیں اس قسم کے امور سے دلچسپی تھی مگر صورت حالات ایسی پیش آئی کہ مولانا بھی بجائے غیر جانبدار رہنے کے کسی ایک جانب جھک گئے اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا، اسی دوران میں ایک دن علی الصباح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین (وہابی) نے مولانا محمود حسن (وہابی) کو اپنے حجرے میں بُلایا مولانا حاضر ہوئے اور بند کمرے کے کواڑ کھول کر اندر داخل ہوئے موسم سخت سردی کا تھا - مولانا رفیع الدین (وہابی) نے فرمایا کہ پہلے یہ میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے لبادہ دیکھا تو تر تھا اور خوب بھیگ رہا تھا - فرمایا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی (وہابی) جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرا لبادہ تر بتر ہوگیا اور یہ فرمایا کہ محمود حسن کو کہدو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے - بس میں نے یہ کہنے کے لئے بلایا ہے مولانا محمود حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اس کے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا - (ارواح ثلاثہ ص ۲۸۸ و ص ۲۸۹)

۱ - کیا نانوتوی صاحب کی روح انکے جسم میں موجود تھی؟ ۲ - کیا نانوتوی صاحب قبر میں آنے جانے کی طاقت رکھتے ہیں؟ - ۳ - کیا نانوتوی دنیا والوں کے حالات سے قبر میں بھی باخبر ہیں؟ - -

کیا قبر کی مٹی دافع البلا اور معطی الشفا ہے؟ مولوی معین الدین وہابی اپنے والد مولوی محمد یعقوب (وہابی) کی ایک کرامت بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑہ بخار کی بہت کثرت ہوئی۔ سو جو شخص (وہابی) مولانا کی قبر سے مٹی لے جاکر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔ بس اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈلواؤں تب ہی ختم، کئی مرتبہ ڈال چکا۔ پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جاکر کہا آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت ہو گئی۔ یاد رکھو کہ آپ کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ لوگ جوتہ پہنے تمہارے اوپر ایسے ہی چلیں گے بس اسی دن سے پھر کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی کہ اب آرام نہیں ہوتا پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔ (ارواح ثلاثہ ص۳۷۵ قدیم)

اہلسنت کو قبر پرست اور قبوری کا طعنہ دینے والے اپنے گھر کے اس واقعہ پر غور کریں۔ بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

کیا قبر والے نے ہاتھ پکڑ لیا؟ حبیب الرحمن (وہابی) کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب (وہابی) مرشد امیر حبیب اللہ خان (وہابی) شاہ کابل پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کیلئے قاضی جی (سلیمان منصور پوری وہابی) کو اپنے ساتھ لے لیا حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کیلئے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہیے۔ ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا سلیمان بیٹھے رہو، ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے (حبیب الرحمان وہابی) کا بیان ہے کہ قاضی صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے۔ (کرامات اہلحدیث ص۱۹)

علم ما فی الارحام والے واقعہ نمبر۳ اور نانوتوی کے جسد عنصری میں آنے اور قبر کی مٹی شفا بن جانے اور مجدد صاحب کا قاضی جی کے ہاتھ پکڑنے واقعات سے سماع موتی علم موتی، شعور موتی، قدرت، تصرف و اختیار موتی، و بولنے اور راز دینا نہ کا اختیار اور غیر اللہ کے دروازے پر جانا روز روشن کی طرح عیاں بیان ہے۔

کیا مُردے سنتے ہیں ؟ (تھانوی صاحب (وھابی) نے لکھا ہے کہ ہمارے مرشد نے فرمایا کہ "آیۃ اِنَّکَ لاتسمع الموتیٰ" میں نفی سماع حواس خمسہ ظاہرہ سے مراد ہے نہ مطلقاً۔ اسماع اور استماع موتیٰ حواس باطنیہ سے پیغمبروں و اولیاء کرام کو ممکن ہے امداد المشتاق ص ۹۵۔

۲۔ وھابیہ کے بہت بڑے امام ابن قیم نے ابن حزم کی تردید میں لکھا ہے۔

وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ۔ (آپ قبر والوں کو سنانے والے نہیں) سے بھی (نفی سماع موتیٰ کا) استدلال غلط ہے۔ کیونکہ سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس کافر کا دل مُردہ ہے آپ اسے اس طرح نہیں سنا سکتے کہ اُسے آپ کی باتوں سے (فائدہ ہو جس طرح) قبر والے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ حق تعالیٰ کی یہ مراد نہیں ہے کہ قبر والے کسی وقت سُن ہی نہیں سکتے کیونکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مُردہ جنازے میں شریک ہونے والوں کی جوتوں کی آہٹ سُنتا ہے اور یہ بھی بتایا کہ بدر کے مقتول آپ کی باتیں سُن رہے ہیں۔ اور آپ نے خطاب کے صیغے کے ساتھ مردوں پر سلام مسنون فرمایا اور بتایا کہ جو مؤمن ان پر سلام کرتا ہے وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں ...... درحقیقت آیت کا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ سنانا نہ چاہے آپ اسے سنانے پر قادر نہیں، آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ یعنی اللہ نے آپ کو ڈرانے پر تو قدرت بخشی ہے جس کے آپ مکلف ہیں لیکن ان کے سنانے پر قدرت نہیں جنہیں اللہ سنانا نہ چاہے۔ (کتاب الروح ص ۱۰۲ و ص ۱۰۳ مترجم)

کیا ہندو چودہ طبق دیکھ سکتا ہے ؟ تھانوی صاحب کے پیر نے فرمایا کہ ایک شخص محب اللہ کہ پہلے قوم ہنود سے تھا مجاہدہ کیا کرتا تھا اور معنی توحید کے پوچھا کرتا تھا اور کسی سے اس کا مطلب حاصل نہ ہوتا تھا میرے پاس آیا اور کیفیت بیان کی۔ اثنا گفتگو میں ایک لفظ زبان سے نکل گیا اور وہی مطلب تھا، اس نے درخواست اسلام کی میں نے فوراً مقراض لیکر اس کے سر کے بال تراش کر داخل اسلام کیا، اور اس نے قبل اسلام اتنی محنت کی تھی کہ چودہ طبق تک نظر پہنچتی تھی۔

امداد المشتاق ص ۷

قارئین! غور کیجئے ہندو محنت کرنے سے چودہ طبق دیکھ سکتا ہے تو اولیاء اللہ کے دیکھنے کی طاقت کا عالم کیا ہوگا؟ ۲۔ گنگوہی وھابی نے لکھا ہے مُرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب

ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک ص ۶۷)

۳۔ عثمانی وھابی کے کہا ہے کہ۔ نبی کا وجود مسعود خود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے (تفسیر عثمانی ص۵۴۲) نوٹ، نجدی سعودی وھابی تفسیر عثمانی و ترجمہ محمود حسن کو مفت تقسیم کر رہے ہیں۔

۴۔ نانوتوی وھابی نے لکھا ہے۔ " النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم "، جس کے یہ معنی ہیں کہ نبی زیادہ نزدیک ہے مؤمنوں سے بہ نسبت ان کی جانوں کے یعنی ان کی جانیں ان سے اتنی نزدیک نہیں جتنا نبی اُن سے نزدیک ہے اصل معنیٰ " اَولٰی " کے اَقرَبُ ہیں۔ (آب حیات ص۵۸)

اولیاء کا علم و ملک کیا ہے؟ وھابیوں کے پیر حاجی امداد اللہ نے فرمایا کہ مجھے اس شعر سے خلجان تھا ے

علم حق در علم صوفی گم شود　　　این سخن کے باورِ مردم شود

حضرت مولانا روم کو عالم معاملے میں دیکھا فرمایا کہ " ملکی اعظم من ملک اللہ "، قول بایزید کا ہے تم نے نہیں سنا اس میں غور کرو فوراً معنی شعر کے سمجھ میں آگئے ملک بایزید کا خدا ہے اور ملک خدا تمام کائنات ہے اور خدا اعظم ہے سب سے۔ پس " ملکی اعظم من ملک اللہ " کے معنی حاصل ہو گئے اور یہی معنی شعر کے ہیں علم صوفی خدا ہے۔ (حق) اور علم خدا تمام مخلوقات کے مظہر اس کے علم کی ہے۔ بس حق کے مقابلہ میں مخلوقات کیا چیز ہے۔ (امداد المشتاق مصنفہ تھانوی صاحب (وھابی) ص۷۵)

اولیائی تحت قبائی تھانوی صاحب (وھابی) نے لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ نے فرمایا کہ اُولیائی تحت قبائی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے اولیاء کو مخفی فرمایا اس میں ایک مصلحت ہے کیونکہ اگر لوگ باوجود ظہور ان کی مخالفت کرتے تو معاتب اور معذب ہوتے اس لئے کہ وہ (اولیاء) متصف بصفات الٰہی ہیں انکی مخالفت (گویا) مخالفت حق ہے اور جو کوئی مخالف حق ہو وہ مردود، مقہور و قابل عذاب ہے اور حالت ناواقعیت میں معذور ہیں۔ (امداد المشتاق ص۹۴)

کیا رحمت خدا بواسطہ اولیاء ملتی ہے؟ تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ ہمارے مُرشد نے، فرمایا کہ اوتاد جمع وتد کی ہے بمعنی میخ چونکہ ان کی بدولت آفات و زلزلات سے حفاظت رہتی ہے لھذا اوتاد کہتے ہیں اور ابدال کہ سات ہیں اور ہر اقلیم میں مقرر ہیں جب ایک دن میں سے فوت ہوتا ہے، دوسرا قائم کیا جاتا ہے، اس وجہ سے انکو ابدال کہتے ہیں، میں نے دہلی میں ایک ابدال کو دیکھا تھا۔ ایک آن واحد میں مختلف مقامات پر دیکھا جاتا تھا۔ (امداد المشتاق ص۹۴)

وھابیو! تھانوی صاحب (وھابی) اور اس کے پیر نے ایک ابدال کو آن واحد میں مختلف مقامات پر مان کر شرک تو نہیں کیا؟ اگر یہ شرک نہیں تو پھر رسول کریم کو آن واحد میں مختلف مقامات پر ماننے والوں کو مشرک کیوں کہا جاتا ہے؟ کیا ابدال کا مقام رسول کریم سے زیادہ ہے؟

مدبر، متصرف، مختار، حاکم دافع البلاء مشکلکشا، اور حاضر و ناظر ہوں اس محبوب کی خداداد شان کیا ہوگی؟ پھر ان سب کو شان عطا فرمانے والے، مدبر ذاتی، متصرف حقیقی، مستقل مختار کل و حاکم کل و دائمی دافع البلاء و ابدی مشکلکشا اور قدیمی حاضر و ناظر کی شان احدیت و صمدیت کیا ہوگی؟

غوث اعظم کی فراست تھانوی صاحب (وہابی) نے لکھا ہے کہ "حضرت غوث الاعظم پر ابر سایہ ڈالا تھا۔ ایک دن اس میں ایک چہرہ نورانی حسین نمودار ہوا، اور چونکہ حضرت پیاسے تھے سونے کے پیالے میں پانی پیش کیا، حضرت نے فرمایا طلائی برتن میں پینا شریعت میں ممنوع ہے۔ جواب دیا کہ میں جنت سے لایا ہوں کیونکہ وہاں استعمال ظروف طلائی جائز ہے آپ نے فرمایا کہ جب تک اس عالم ناسوت (دنیائے فانی) میں ہوں حرام ہے (چہرہ نے) کہا کہ تمہارے علم نے تم کو بچالیا ہے پیالہ پھینک کر غائب ہوگیا مکائد شیطانی سے بچنے کیلئے علم حاصل کرنا لابدی (ضروری) ہے۔ (امداد المشتاق ص ۷۸)

ہادی برحق، زیب مسند نبوت، سلطان منصب رسالت، مالک مملکت احدیت، صاحب مقام دنیٰ فتدلّٰی، واقف رموز قاب قوسین او ادنیٰ، مظہر کمالات خدا، سیدنا و مولانا و اعلینا و اولینا حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ ؕ ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۴۵

ترجمہ: مومن کی فراستہ سے ڈرو، پس بیشک وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

حدیث قدسی ہے۔ وَکُنْتُ بَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ

ترجمہ: میں اس ولی کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ترجمہ وہابیہ بخاری مترجم ج ۳ ص ۵۲۸

الحمد للہ ثم الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ آج بروز جمعۃ المبارک ۹ شوال ۱۴۱۳ھ بوقت گیارہ بجے یہ رسالہ مکمل ہوا۔

راقم الحروف محمد سراج احمد السعیدی القادری رضوی سنی حنفی"

نزیل اوچشریف - بہاول پور

مؤلفِ کتاب ہذا کی دیگر تصانیف

یزید اہل اسلام کی نظر میں :- نئی آب و تاب کیساتھ، تحقیق جدید، گرفت شدید، قرآن و احادیث و تاریخ و اقوال آئمہ اعلام سے۔

تحقیق و دعا بعد نماز جنازہ :- مطبوعہ - ہدیہ ۵ روپے

اصدار السلام والصلوٰۃ :- فضائل درود، وصیغ درود۔ مطبوعہ ۵ روپے

آداب نماز :- تیسری بار طبع ہو رہی ہے۔

مقام معاویہ رضی اللہ عنہ :- مطبوعہ ہدیہ ۲ روپے

فتاوی سراجیہ :- مختلف مسائل نماز۔ مطبوعہ ۵ روپے

قیامت کب آئے گی؟ :- مطبوعہ ۵ روپے

صدائے کاظمی :- غزالی زماں حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کی تقاریر کا اہم مجموعہ۔ ہدیہ :- ۵/- روپے

جامعہ سعیدیہ عزیز العلوم (رجسٹرڈ) **اوچشریف بہاولپور**